REGD.E.P.-NO.861

رجسٹرڈ ای پی نمبر ۸۶۱

جلد ۵ | ۷ امان ۱۳۳۵ ھش – ۲۳ رجب ۱۳۷۵ ھ – ۷ مارچ ۱۹۵۶ء | نمبر ۹

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی صحت کے متعلق اطلاعات

ربوہ یکم مارچ - لاہور سے سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق اطلاع ملی ہے کہ حضور نے ڈاکٹر کرنل الٰہی بخش صاحب سے اپنی صحت کے متعلق مشورہ فرمایا۔ اور انہوں نے حالت تسلی بخش بتائی۔ ازاں بعد حضور میو ہسپتال میں تشریف لے جاکر ڈاکٹر محمد یعقوب خان صاحب سے بجلی کے آلہ کے ذریعہ اپنا معائنہ کرایا۔ اور حکیم حسین احمد صاحب کو بھی دکھایا۔ اور پھر شام کو سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ سلمہا اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کے لئے لیڈی ولنگڈن ہسپتال تشریف لے گئے۔

۱۰ مارچ - سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کل لاہور سے بخیریت واپس تشریف لے آئے۔ الحمد للہ۔ آج حضور نے صحت کے متعلق دریافت کرنے پر فرمایا "طبیعت اچھی ہے" الحمد للہ۔

احباب حضور کی صحت و سلامتی اور درازی عمر کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

اخبار احمدیہ صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کے متعلق لاہور سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ انہیں پتہ میں پتھری کی وجہ سے تکلیف ہے کل حضور عیادت کیلئے تشریف لے گئے۔ حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ سلمہا اللہ کی صحت کے متعلق لاہور سے اطلاع ملی ہے کہ الحمد للہ کے فضل سے انکی طبیعت نسبتاً بہتر ہے۔ بلڈ پریشر ہو گیا تھا پھر نارمل کی طرف آ رہا ہے مگر کمزوری ابھی باقی ہے۔ احباب حضرت سیدہ موصوفہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایک ہندو محقق کی بے لاگ رائے

مرسلہ مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیان

یہ خوشی کا مقام ہے کہ اس گئے گذرے زمانہ میں بھی نیک، شریف اور حق پسند اور انصاف دوست احباب کی کمی نہیں۔ ایسے بہت سے بلند پایہ محققین نے تعصب سے الگ رہ کر آنحضرت صلعم کے متعلق اپنی بے لاگ تحقیق و اعلیٰ رائے و ریمارکس کا اظہار کیا ہے۔ اور وہ بہت شکریہ کے مستحق ہیں۔ کیونکہ اس قسم کی باتوں سے ہی نوع انسان میں محبت و اخوت و اتحاد و امن بڑھتا ہے۔ ہم اس جگہ بطور نمونہ جناب دیش بھگت لالہ ہردیال ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی (دہلی ۱۹۳۸) کی ذاتی تحقیق کا نتیجہ پیش کرتے ہیں آپ "مذاہب انسانیت" کے صفحہ ۲۱۱ پر لکھتے ہیں:-

بانیٔ اسلام

"حضرت محمد صاحب رسولِ اسلام ایک بہت ہی بڑے آدمی ہو گزرے ہیں۔ ابھی آپ ایک غریب نوجوان ہی تھے کہ آپ کی انصاف پسندی اور دیانت داری نے الامین یعنی منصف مزاج جیسا اعزازی مجلس القاب حاصل کر لیا تھا۔ آپ کے پاکیزہ چال چلن نے ایک چالیس سالہ مالدار بیوہ خاتون حضرت خدیجہ کے دل کو آپ کا ایسا گرویدہ محبت بنا لیا کہ آپ نے پچیس سال کی عمر میں ہی اس سے شادی کر لی۔ اور وہ اپنے آخری دم یعنی پورے بیس سال تک آپ کی محب رفیق و مددگار رہیں۔

حضرت محمد صاحب نے چالیس سال کی عمر میں اپنے ہموطنوں میں اپنے مذہبی حقائد کا پرچار لیا۔ جو یہودیت اور عیسائیت سے بہت کچھ ملتے جلتے تھے۔ اس لئے شروع شروع میں آپ کی سخت مخالفت ہوئی۔ اور آپ کو ہجرت کر کے مکہ سے مدینہ چلے جانا پڑا۔ مدینہ میں آپ نے پیروؤں کی نئی جماعت کو زیادہ تر بطور ایک اعلیٰ دار فیع قوانین اور عام مدبر کے تنظیم ... شروع کی۔ غرضیکہ جس نقطہ خیال سے بھی دیکھا جائے انسانی تہذیب و تمدن کی ترقی میں آپ نے جو حصہ لیا ہے۔ وہ تاریخ عالم میں نہایت نمایاں ہے۔

اس رہبر زمانہ کا کیرکٹر نوع انسان کے لئے ایک گراں بہا ورثہ ہے۔ آپ نے اپنے متعلق کبھی یہ دعوے نہیں کیا کہ میں گناہ سے مبرا ہوں۔ آپ کے پیروؤں نے بھی آپ کو صرف ایک عظیم الشان رسول ہی مانا ہے کہ انسانی جامہ میں ایک مکمل خدا انہوں نے آپ کو کبھی بھی خدائی درجہ یا دیوتاؤں کا سا مرتبہ نہیں دیا۔ اس لئے ہم آپ کی علم افزا زندگی سے اور خصوصاً اس زمانہ زندگی سے جو آپ نے مکہ میں بسر کیا۔ روحانی عظمت ... . . .

. . . .

بطور ... کا فائدہ الدہ سبق حاصل کر سکتے ہیں۔ آپ کی عادات نہایت پرہیزگارانہ تھیں۔ آپ ہمیشہ سادہ خوراک، سادہ پوشاک اور سادہ مکان پر مطمئن رہے۔ آپ حرص و طمع سے بالکل آزاد تھے اپنے ایمان ... نے اپنی جان تک کو بھی خطرہ میں ڈال دیا۔ اور آخر وطن سے ہجرت کر گئے بعدہٗ نہایت مناسب اہل اسلام نے اپنی تاریخ کی ابتدا اسی روز سے شروع کی۔ جس روز حضرت محمد صاحب کو حضرت ابوبکر کی معیت میں مکہ سے مدینہ جاتے ہوئے ایک غار میں ... پڑا تھا۔ مغرور اور آتش مزاج عربوں کے مقابلہ میں آپ کو صبر و تحمل ... کہنا پڑتا ہے آپ کا شیریں تو کل ... آپ کی سب سے عظیم الشان نیکی تھی۔ آپ ... و دنیاوی و خیرات آپ کے ... ایک چشمہ کی مانند بہہ کر تمام صحرائے عرب کو سیراب کرتی تھی۔ آپ کی عظمت کا اندازہ آپ کے نہایت نزدیکی شاگردوں اور مریدوں کی سرگرمی، بہادری، جانبازی سے بہ آسانی لگایا جا سکتا ہے۔ جس نے صدیوں تک آپ کی جاری کردہ تحریک میں ایک کبھی ٹھنڈی نہ ہونے والی سرگرمی اور پیاس پیدا کر دی ہے۔

۲۔ اسلام و جمہوریت۔ اسلام لازمی طور پر اپنی سپرٹ کے لحاظ سے نہایت سادہ اور جمہوریت نواز ہے۔ امیر و غریب نیز حاکم و محکوم کے باہمی تعلقات میں یہ زیادہ بڑھی ہوئی غلامانہ ذہنیت کو سخت ناپسند کرتا ہے۔ پروفیسر ٹی نول ڈیک رقمطراز ہیں۔ کہ جس کسی نے اسلام قبول کر لیا اُسے ہی وہ سب حقوق مل گئے جو اعلیٰ سے اعلیٰ اور ادنیٰ سے ادنیٰ پیرو اسلام کو حاصل تھے۔ اور اسی نے ان کے تمام فرائض کی ادائیگی کا بار بھی اپنے سر پر لے لیا۔ اور ساتھ ہی اس کے کبھی بھی مسجد میں کہیں کوئی خاص نشست کسی بڑے یا ذی حیثیت شخص کے لئے نہیں۔ سب کو پہلو بہ پہلو کھڑے ہو کر نماز پڑھنی پڑتی ہے۔ ایشیا اور افریقہ کے کروڑوں گرے ہوئے اور نیچے کھسوٹے ہوئے ... اور غلام باشندوں کے دلوں میں ... انسانی عظمت و شان کی چنگاری ... رہا ہے۔ خواہ وہ اب تک ... ی کیوں نہ ہو گئی ہو۔ (سوانح ... نول ڈیک)

... سب ... تمام عالمگیر مذاہب کی نسبت اسلام عوام کے دلوں سے رنگ و نسل ... کم کرنے میں سب سے زیادہ کامیاب ہوا ہے۔ ... افریقہ کے مسلمان حبشیوں کے ساتھ ... کے عرب ہم مذہب بھی بھائیوں کا سا سلوک روا رکھتے ہیں۔ لیکن یورپین عیسائی حبشی عیسائیوں ... سے ... دکھا گئے ہیں۔ ... ایسی ہی نفرت کرتے ہیں جیسے کہ غلاظت سے ایک ترکی ادیب مسٹر خلیل خالد رقمطراز ہے کہ جب کوئی مسلمان واعظ لوگوں کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دیتا ہے تو اس کے دل میں بھول کر بھی کسی کو اس بات کا خیال تک بھی پیدا نہیں ہوتا کہ یہ لوگ کالے ہیں یا پیلے۔ وہ اپنی قسمت انہیں کے ساتھ وابستہ کر دیتا ہے اور انہیں میں آباد ہو جاتا ہے بلکہ اکثر وہیں مستقل سکونت اختیار کر کے انہیں میں شادی و بیاہ کر لیتا ہے۔ اور ہر طرح ان کے ساتھ ایک ہی ہو جاتا ہے۔ (صلیب اور ہلال)

مسلم سوسائٹی میں شادی اور عملی میل ملاپ میں رنگ و روپ کسی طرح بھی سد راہ نہیں ہوتا۔ اگرچہ دولت اور تعلیم کا فرق بعض مجلسی جماعتوں میں قدیم امتیازات ضرور پیدا کر دیتا ہے۔ لیکن نسلی جذبہ نہ ان میں منافرت و منافرت پیدا کر نے کی کوئی بھی طاقت رکھتے ہوئے معلوم نہیں ہوتے۔

۴۔ اسلام اور جوا۔ اسلام بھی ہندو دھرم اور بدھ دھرم کی مانند جوا کھیلنے کی سخت ممانعت کرتا ہے اسپارسے میں اس کے احکام نہایت نمایاں ہیں۔ جوا کھیلنا ایک غیر مجلسی فعل بلکہ خلاف آداب مجلس سمجھا جاتا ہے۔ کیونکہ اس کی بنیاد لالچ اور جوش و خروش کے شوق پر ہے۔ بہ شترکہ گراوٹ کا ایک کھیل ہے۔ چین، جاپان، انگلستان اور بہت سے دیگر ممالک میں یہ بہت عام ہے۔ بیشمار گھر اس سے تباہ و برباد ہو چکے ہیں۔ اس سے غریبوں کی اخلاقی طاقت اور دلی سکون تباہ ہو جاتا ہے۔ خیراتی مقاصد کے لئے جوا ابھی زمانہ حال کے گنہگاروں کی ایک ایجاد ہے۔ جسے انہوں نے اپنی گنہگار ضمیر کے اطمینان کے لئے جاری کر رکھا ہے۔ اس لئے آپ کو یہ عہد مصمم کر لینا چاہیئے کہ ہر حالت میں اس جرم سے دور بھاگیں گے۔ کیونکہ بغیر کسی معاوضہ کے کچھ حاصل کرنا کبھی بھی جائز نہیں کہلا سکتا۔ اس خرابی کا پرچار بھی ہمیشہ عوام کی اخلاقی گراوٹ اور بے حسی کی ایک زبردست علامت ہے۔

۵۔ اسلام اور شراب نوشی۔ اسلام نے عربوں کو شراب نوشی اور اس سے پیدا ہونے والی تمام خرابیوں سے بچا کر انہیں سنجیدہ مزاج اور شریف شہری بنا دیا ہے۔ شراب خانہ خراب کے خلاف اسلام نے جو جہاد کیا ہے۔ اس سے بہت سی قوموں کو بے حساب فائدہ پہنچا ہے بعض ممالک میں خاص تقریبات کے موقعہ پر جو معتدل شرابیں پی جاتی ہیں ان کا استعمال چاہے گناہ نہ بھی ہو۔ مگر ہم ہندوستانی دھرم کو یہ تسلیم کرنا ہی پڑتا ہے کہ بہت سے ممالک میں لوگوں کی شراب نوشی کی جو عادت پڑ گئی ہے۔ وہ ایک سخت

ملک صلاح الدین ایم - اے پرنٹر و پبلشر نے نامی آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

اخلاقی تباہی اور مجلسی ہلاکت ہے یہ انسانیت کے لئے ایک روزانہ کی مصیبت اور ناقابل برداشت ذلت ہے۔ یہ ایک مہلک قاتل زہر ہے۔ جو انسانی نسل کی ہر طاقت و قوت کو تباہ و برباد کر رہا ہے۔ اور زمانہ حیوانیت کی قدیم یادگار ہے۔ جو کسی طرح بھی آج کل کی مہذب سوسائٹی کے شایان شان نہیں سمجھی جا سکتی۔ بدھ دھرم۔ جین دھرم اور ہندو دھرم کی مانند اسلام نے بھی انسانیت کے اس دشمن کو جو فرحت دلفریبی اور بہشتی سرور و راحت کے دلفریب برقع میں پوشیدہ رہتا ہے خوب پہچان لیا ہے اور اپنی اس دور اندیشی و دانائی کے لئے وہ بھی دیگر مذاہب کی مانند ہر طرح کی تعریف کا مستحق ہے۔ در حقیقت شراب نوشی ایک در پردہ لعنت ہے جس سے ہر ایک پر دانا نیت کو ہمیشہ پرہیز کرنا اور بچنا چاہیئے۔

۶۔ اسلام اور تربیت نفس۔ تربیت نفس کے لئے اسلام نے یہ ضروری قرار دیا ہے کہ ماہ رمضان میں سب لوگ علی الصبح سے غروب آفتاب تک روزہ رکھیں لیکن بعض مسلمان رات کو بہت زیادہ کھا لیتے ہیں۔ دوسرے مذاہب مثلاً عیسائیت۔ جین دھرم اور ہندو دھرم بھی بعض موقعوں پر فاقہ کشی کی تعلیم دیتے ہیں۔ لیکن قدیم رہنماؤں کو شاید اس روحانی ٹانک (طاقت بخش دوا) کے استعمال کا صحیح طریقہ معلوم نہیں تھا۔ اصولاً تو یہ بالکل ٹھیک ہے کہ کبھی کبھی ایک وقت کھانا نہ کھانے سے جسمانی اور اخلاقی صحت کو ضرور فائدہ پہنچتا ہے۔ کیونکہ انسان کو پیٹ کا غلام ہی نہیں ہونا چاہیئے۔ بھوک اور پیاس بھی قدرت کی زبردست طاقتیں ہیں۔ لیکن انسان کی قوت ارادی کے لئے ایک خاموش ورزش کا حکم رکھتی ہے۔ یہ بھی امن و امان کی حالت میں بہادری کی ایک علامت ہے۔ اکلیس ایک یونانی بہادر اور سکندر دونوں لڑ سکتے تھے لیکن فاقہ کشی نہیں کر سکتے تھے۔ اگر آپ کبھی بھی بھوک پیاس کا مقابلہ کرنے کی جرأت کر سکیں۔ تو آپ کو تربیت نفس اور قوت ارادی خود بخود بطور انعام حاصل ہو جائے گی۔ اور یہ ایسا ہی ثابت ہوگا جیسا کہ آپ صرف اپنی روحانی و اخلاقی قوت سے اپنی جسمانی اور مادی ہستی پر فتح پا رہے ہیں۔

۷۔ اسلام و اخلاقیات۔ اسلام ہمارے سامنے ایک شریفانہ آدرش پیش کرتا ہے جسکی بنیاد خود ضبطی۔ بے غرضی۔ صبر و تحمل اور تمام مسلمانوں کے برادرانہ تعاون پر ہے۔ اسلام نے اپنے تمام پیرووں پر غرباء کی امداد کے لئے ایک باقاعدہ کم از کم ٹیکس ۲½ فی صدی کا مقرر کیا ہے۔ جسے زکوٰۃ کہتے ہیں مسلمان دنیا بھر میں ہر جگہ ہی نہایت خصاحت کے ساتھ بار بار اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ

" غریبوں اور پردیسیوں کی مدد کرو "

آیئے ہم یہاں بھی اسلامی علم و ادب کے چند نوادرات پر غور کریں۔

" مبارک ہے وہ جو اپنا مال و متاع اس لئے خرچ کر دیتا ہے کہ وہ پاکیزہ ہو جائے اور کوئی دنیاوی معاوضہ حاصل کرنے کی نیت سے نیکی نہیں کرتا ؟

اپنے رشتہ داروں۔ ملازموں۔ یتیموں اور غریبوں کے ساتھ مہربانی کے ساتھ پیش آؤ۔ سب آدمیوں سے صداقت آمیز بات چیت کرو۔ اور خیرات کرتے رہو "

کیا تو اس بے عدل مصلوان راستہ کا علم حاصل کرنا چاہتا ہے قیدیوں کا تاوان ادا کر کے انہیں چھڑا۔ بھوکوں اپنے رشتہ داروں یتیموں اور ان لوگوں کو کھانا کھلا جن کے منہ خاک میں بھرے ہیں لعنت ہے ان پر جو نیکی کا دعویٰ کرتے ہیں۔ لیکن واجب مزدوروں کی حاجت رفع نہیں کرتے "

سود کھانا چھوڑ دو۔ کسی کو لعنت ملامت کر کے یا تکلیف پہنچا کر اپنی خیرات کو خاک میں نہ ملاؤ "

انسانوں میں انصاف کرتے ہوئے صداقت کو ہاتھ سے نہ جانے دو اور اپنے جذبات کی پیروی نہ کرو۔ زنا مت کرو۔ کیونکہ یہ ایک فعل بد اور طریق مذموم ہے "

ہر ایک مومن کو اپنی آنکھوں کو شہوت پرستی سے بچانا چاہیئے۔ بدی چھوڑ کر نیکی کی پیروی کرو اپنے والدین کے ساتھ نیکی سے پیش آؤ خواہ وہ ایک ہوں یا دونوں اور تمہارے ساتھ رہتے ہوئے بوڑھے ہو گئے ہوں "

نیکی کرنے والا وہ ہے جو خیرات دیتا ہے اپنے غیض و غضب کو مارتا ہے اور قصور وار کو معاف کر دیتا ہے۔ اے مومنو انصاف کے راستے پر مضبوطی سے قائم رہو "

اپنے جانوروں پر اس وقت سواری کرو جب وہ سواری دینے کے قابل ہوں اور جب وہ تھک جائیں تو ان پر سے اتر پڑو۔ بے زبان جانوروں کے ساتھ نیکی کرنے اور انہیں دانہ پانی دینے کا بھی خدا اجر دیتا ہے "

نیک وہ ہیں جو مبنی بر انصاف احکام جاری کرتے ہیں اور بے انصافی کی مخالفت۔ نیز نیکی کرتے رہتے ہیں اور دوسروں سے بازی لے جانے کی غرض سے نہایت سرگرمی سے کوشاں رہتے ہیں اور مشکلات و مصائب میں صبر و شکر سے کام لیتے ہیں "

مبارک ہیں وہ جو ہمیشہ خیرات کرتے رہتے ہیں اپنی عصمت و عفت کی حفاظت کرتے ہیں۔ نیز اپنے ... و فرائض نبھاتے ہیں "

اپنے والدین۔ رشتہ داروں۔ یتیموں۔ غریبوں اپنے لواحقین۔ کے ہمسایوں اپنے پردیسی ہمسایوں ہم سفر مسافروں اور سیاحوں کے ساتھ نیکی اور مہربانی سے پیش آؤ "

حضرت رسول اللہ کے ملازم انس کا بیان ہے کہ میں دس سال تک آنحضرت صلعم کا ملازم رہا۔ مگر آپ نے کبھی مجھے " دور ہو " بھی نہیں کہا۔ حضرت محمد صاحب خود ہی اپنے کپڑوں کی مرمت کیا کرتے تھے۔ خود ہی اپنی بکریوں کا دودھ نکالا کرتے تھے۔ اور خود ہی اپنے کھانے پینے کا سامان مہیا کرتے تھے۔ کبھی کبھی تو آپ کو بغیر کچھ کھائے پئے ہی رہنا پڑتا تھا۔ آپ جب عرب کے حکمران بھی ہو گئے تھے۔ تب بھی زیادہ تر کھجوروں اور پانی پر ہی گذارہ کیا کرتے تھے۔ اور اپنا سب روپیہ غریبوں کی امداد اور رفاہ عام کے کاموں کی نذر کر دیا کرتے تھے "

۸۔ حضرت عمرؓ۔ آپ حضرت محمد صاحب کے ایک شاگرد اور مسلمانوں کے خلیفہ دوم تھے۔ آپ نے ۶۳۴ء سے ۶۴۴ء تک مسلمانوں کی نئی جماعت پر حکمرانی کی۔ باوجود اپنی کثیر الاولادی کے سلطنت عرب کی حمایت میں جارحانہ جنگ جوئی اور تحفیظ اسلامی کے آپ کا شمار نیک فرمانرواؤں میں کیا جا سکتا ہے۔

حضرت عمر نہایت ہی بے غرض تھے۔ آپ اپنی غیر جانبداری، زبردست قوت ارادی، اخلاقی جرأت، انتظام و ڈسپلن قائم رکھنے کے متعلق سختی کے لئے خاص طور پر مشہور تھے۔ آپ نے مالیہ زمین مقرر کر کے اسے منصفانہ بنیادوں پر قائم کیا۔ آپ نے ایک نہایت وسیع پیمانے پر سڑکیں اور نہریں بنوائیں۔ مسافر خانے جاری کئے۔ انصاف رسانی میں پاکیزگی کو ملحوظ رکھا۔ عوام کو مفت تعلیم دلوائی۔ بوڑھوں اور اپاہجوں کی پنشنیں مقرر کیں۔ مذہبی تحمل و برداشت کو ترقی دی اور غیر مسلموں کے حقوق کی بھی حفاظت کی۔ ریاستی سرپرستی کی تقسیم میں اپنے اپنے رشتہ داروں کی بھی ذرہ بھر بھی طرفداری نہیں کی۔ ایک مرتبہ رات کو گشت کرتے ہوئے آپ نے ایک عورت کو دیکھا۔ جس کے ارد گرد کئی بچے رو رہے تھے دریافت کرنے پر آپ کو معلوم ہوا کہ بچوں کو کئی گھنٹے سے خوراک نہیں ملی۔ آپ فوراً مدینے واپس گئے۔ اور آپ نے اپنے غلام اسلم کو حکم دیا کہ میری پیٹھ پر بہت سا سامان خوراک لاد دو۔ اس کے بعد آپ خود ہی وہ سب سامان اس عورت کے پاس لے گئے۔ اسلم نے بہتیرا عرض کیا۔ کہ حضور میری پیٹھ پر لاد دیجیئے میں لے جاؤں گا۔ مگر نیک دل خلیفہ عمر نے یہ درخواست منظور نہیں کی۔

آپ نہایت سادہ زندگی بسر کیا کرتے تھے۔ آپکی پوشاک اکثر پیوند دار ہوتی تھی اور آپ کی خوراک بھی نہایت سادہ تھی یعنی معمولی روٹی اور زیتون کا تیل آپکی روزانہ خوراک ہوا کرتی تھی کبھی کبھی آپ کے دستر خوان پر سرکہ دودھ اور گوشت وغیرہ آ جایا کرتا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ آپ کئی گھنٹے تک محض اسلئے اپنے گھر سے باہر آ کر ملاقاتیوں سے نہیں مل سکے کہ آپکے کپڑے دھلائے جا رہے تھے اور آپکے پاس پوشاک کا کوئی دوسرا جوڑا نہ تھا جسے پہن کر باہر چلے آتے۔ یروشلم فتح کرنیکے بعد جب آپ اس مقدس شہر میں داخل ہوئے اس وقت آپکے گھوڑے کے سم اتنے خراب ہو گئے تھے کہ وہ لنگڑانے لگا۔ اپنے گھوڑے کی یہ قابل رحم حالت دیکھ کر آپ فوراً گھوڑے سے اتر کر پیدل چلنے لگے۔ اس پر کسی نے ایک نہایت بیش قیمت ترکی گھوڑا اور بہت بڑھیا پوشاک کا ایک جوڑا لا کر آپکے سامنے پیش کیا لیکن آپ نے اسے منظور کرنے سے انکار کر دیا۔ ۶۳۸ء میں شمالی عرب میں سخت قحط پھیل گیا اس لئے آپ نے یہ عہد کیا کہ جب تک قحط دور نہ ہو جائے گا تب تک میں دودھ اور مکھن استعمال نہ کروں گا "

(دی اوادلی ہیروز آف اسلام ایس۔ اے سالک)

حضرت علی۔ آپ محمد صاحب کے شاگرد رشید تھے اور داماد بھی۔ آپ مسلمانان عرب کے چوتھے خلیفہ تھے۔ آپ نے ۶۵۶ء سے ۶۶۱ء تک حکمرانی کی۔ اسلام کے ابتدائی سورماؤں کی مانند آپ بھی سادہ زندگی بسر کیا کرتے تھے جب آپ پہلے پہل مدینہ تشریف لائے تو اپنی بسر اوقات کے لئے آپ خود کام کیا کرتے تھے۔ آپ زر خلیفہ کے ایک نہایت دیانتدار محافظ ثابت ہوئے۔ ایک مرتبہ آپ نے حکومت کے خزانہ سے اپنے بھائی (عاقل) (عقیل فاضل) کو بھی وقت مقررہ سے پہلے کسی طرح کی مالی امداد دینے سے انکار کر دیا۔

تشدد سے احتراز

بہار سے الحاق کے خلاف مغربی بنگال میں عام ہڑتال رہی۔ کلکتہ میں ریلیں۔ بسیں۔ ٹرامیں۔ سکول۔ کالج۔ سرکاری و تجارتی دفاتر سب بند رہے۔ پچاس جہاز بندرگاہ میں کھڑے ہیں۔ جن میں مال نہیں اتارا جا رہا۔ کلکتہ کی ساٹھ لاکھ آبادی میں مکمل ہڑتال رہی۔ تمام کاروبار پوری طرح بند رہے ایک ہزار بسیں اور چار سو ٹرامیں بند رہیں۔ سڑکیں صاف کرنے والے ملازمین نے بھی چھٹی منائی۔ پولیس نے رات کو چھاپہ مار کر چار صد اشخاص کو جنہیں " سماجی غنڈے " قرار دیا تھا گرفتار کر لیا۔ مغربی بنگال اسمبلی میں تقریباً ایک سو ممبران شام کو ہی قیام پذیر ہو گئے تھے مبادا صبح وہ ہڑتال کے باعث شامل نہ ہو سکیں۔

دوسری خبر بطور نمونہ کے یہ ہے۔ کہ ریاست بھوپال میں گذشتہ سال چودہ سو چالیس وارداتیں چوری اور ڈکیتی کی ہوئیں۔ وزیر اعلیٰ مشرقی پنجاب سردار پرتاپ سنگھ کیروں نے پنجاب میں رشوت ستانی وغیرہ کے ہونے کا ذکر کر کے اس کے انسداد کے لئے توجہ دلائی ہے۔ صوبہ بمبئی میں جو کچھ مہا راشٹریوں کی طرف سے گذشتہ دنوں طوفان بے تمیزی اٹھ چکا ہے وہ بھی ہمیں یاد ہے۔

جناب گاندھی جی کے ملک میں اور آپ کی لمبی تعلیم و تربیت کے بعد یہ تشدد ہمیں زیبا نہیں دیتا پنڈت نہرو۔ کے الفاظ کتنے با موقعہ اور قابل توجہ ہیں۔ آپ نے پارلیمنٹ میں فرمایا:۔

" ہم بہاتما گاندھی کے اہل عدم تشدد اور پرامن ذرائع اختیار کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن اپنی روزانہ کی زندگی میں اسقدر گر جاتے ہیں کہ تہذیب کی بدترین منزل پر ہوتے ہیں "

ہر بھارتی کو اس پر غور کرنا چاہیئے

خطبہ جمعہ

زمین بدل سکتی ہے آسمان بدل سکتا ہے لیکن قرآن مجید کبھی ناکام نہیں ہو سکتا

اب وقت آگیا ہے کہ ہم یورپ میں زیادہ سے زیادہ مبلغ بھیجیں اور اسلامی لٹریچر کی کثرت سے اشاعت کریں۔

ہماری جماعت اسلام کی خاطر جو مالی قربانی کر رہی ہے اس کی مثال اور کہیں نہیں مل سکتی

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۱۰ر فروری ۱۹۵۶ء بمقام ربوہ

(۱)

پچھلے خطبہ جمعہ کے سلسلہ میں حضور نے جامعۃ المبشرین کے طلباء سے خطاب فرماتے ہوئے فرمایا:۔

پس تم اس نقطۂ نگاہ سے نہ سوچا کرو۔ کہ ہمیں کیا گزارہ ملتا ہے۔ بلکہ تم

اس نقطۂ نگاہ سے سوچا کرو

کہ کیا تمہارے بغیر دین باقی رہ سکتا ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ سلسلہ احمدیہ روحانی طور پر ہمیشہ قائم رہے گا۔ اگر تم اپنے آپ کو آگے نہیں لاؤ گے تو خدا تعالیٰ دوسرے نوجوانوں کو اس کام کے لئے کھڑا کر دے گا۔ لیکن یہ تو روحانی مسئلہ ہے۔ اگر جسمانی طور پر دیکھا جائے۔ تو جس طرح فوج کے بغیر کسی دنیوی حکومت کا برقرار رہنا ممکن نہیں۔ اسی طرح علماء نہ ہوں۔ تو دین قائم نہیں رہ سکتا۔ دینی جماعت کی فوج اس کے علماء ہیں۔ اگر علماء ہی نہ ہوں گے۔ تو تبلیغ کیسے وسیع ہوگی۔ اسلام کی اشاعت کیسے ہوگی۔ اس وقت حالت یہ ہے۔ کہ ہمارے پاس جو مبلغ ہیں۔ وہ بہت تھوڑے ہیں۔ اور دنیا ہم سے مبلغین مانگ رہی ہے امریکہ والے مبلغ مانگ رہے ہیں۔ یورپ والے مبلغ مانگ رہے ہیں، ویسٹ افریقہ والے مبلغ مانگ رہے ہیں۔ ایسٹ افریقہ والے مبلغ مانگ رہے ہیں۔ لیکن مالی لحاظ سے ہماری یہ حالت ہے کہ ہم ان مبلغین کو بھی جو اس وقت ہمارے پاس ہیں۔ اور ان کی تعداد بہت تھوڑی ہے۔ گزارہ نہایت قلیل مقدار میں دے رہے ہیں۔ بلکہ جو گزارہ ہم دے رہے ہیں بعض اوقات اس کی ادائیگی بھی مشکل ہو جاتی ہے۔ کیونکہ خزانہ میں روپیہ نہیں ہوتا۔ مثلاً پچھلے سال میرے یورپ جانے پر

جماعت نے بہت بڑی قربانی کی

لیکن پھر بھی ہماری یہ حالت تھی۔ کہ تحریک جدید کے کارکنوں کو دو ماہ تک گزارہ نہیں مل سکا۔ اور اس کی وجہ یہی تھی۔ کہ چندہ نہیں آیا تھا۔ اور خزانہ میں روپیہ نہیں تھا۔ اب اگر نئے علماء پیدا ہوتے رہیں تو ہم مبلغین کی تعداد بھی بڑھا سکیں گے۔ اور مبلغین کی تعداد بڑھے گی تو وہ جماعت میں بھی بیداری پیدا کریں گے۔ ان میں اخلاص پیدا کریں گے۔ اور والدین کو مجبور کریں گے۔ کہ وہ اپنی اولاد کی تربیت اس رنگ میں کریں کہ وہ بڑے ہو کر اچھے کام کر سکیں۔ تجارت کر سکیں صنعت و حرفت میں ترقی کریں۔ اس طرح جماعت کی آمد بڑھے گی۔ تو چندہ بھی زیادہ آئے گا۔ اور اس طرح نہ صرف مبلغین کے گزارے بڑھائے جا سکیں گے بلکہ مبلغین کی تعداد بڑھانے سے جماعت کی تعداد میں بھی اضافہ ہوگا۔ بلکہ ایک وقت وہ بھی آئے گا۔ جب تمہیں

لاکھوں مبلغ پیدا کرنے ہونگے

اور اگر تم لاکھوں مبلغ پیدا نہیں کرو گے تو تم دنیا کو مسلمان کیسے بنا سکو گے۔ بہرحال یہ روحانی پہلو تھا۔ جو میں نے بیان کر دیا ہے۔ ورنہ طلباء کی طرف سے متفقہ طور پر درخواست آگئی ہے کہ ہمارے یہ خیالات نہیں۔ پس ان کے متعلق جو غلط فہمی پیدا ہو گئی تھی۔ وہ دور ہو گئی ہے لیکن پھر بھی میں انہیں بتانا چاہتا ہوں کہ اسلام اور احمدیت کی تبلیغ تمہارے ساتھ وابستہ ہے۔ اس لئے تم اس کام کو خدا تعالیٰ کی خاطر کرو۔ اور دو طرف سے بدلہ لینے کی کوشش نہ کرو۔ یعنی ایک طرف تو تم تحریک جدید سے اعلیٰ سے اعلیٰ گزارہ مانگو۔ اور دوسری طرف خدا تعالیٰ سے بھی ثواب اور برکت کی امید رکھو۔ اگر تم تحریک جدید سے حسب خواہش اپنا بدلہ لے لیا۔ تو خدا تعالیٰ سے تم کس ثواب کے امیدوار ہو گے۔ بہرحال تمہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ اسلام اور احمدیت کی اشاعت تمہارے ہاتھ میں ہے اس لئے تمہارا فرض ہے کہ تم اپنے آپ کو اور

اپنی نسلوں کو سہارا دیتے چلے جاؤ

تاکہ دین کی خدمت کے لئے زیادہ سے زیادہ آدمی آئیں۔ اگر تم دین کی خدمت کے لئے آگے نہیں آؤ گے۔ اور اپنی نسلوں کو اس کام کے لئے تیار نہیں کرو گے۔ تو خدا تعالیٰ اس کام کے لئے اور لوگ کھڑے کر دے گا کیونکہ یہ سلسلہ خدا تعالیٰ کا قائم کردہ ہے۔ کسی انسان کا قائم کردہ نہیں۔ تمہیں سوچنا چاہیئے، کہ کیا تمہاری نظر میں احمدیت کی کوئی قیمت ہے۔ یا تم اسے چند روپوں کے بدلے میں بیچنے کے لئے تیار ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہودا اسکریوطی پر کتنا مذاق اڑایا ہے۔ کہ اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تیس سکوں میں یہودیوں کے ہاتھ بیچ دیا تھا۔ اسلام تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بہت زیادہ قیمتی ہے۔ اگر تم احمدیت کو جو حقیقی اسلام ہے۔ سو یا دو سو کے پھیر میں آکر بیچنے کے لئے تیار ہو۔ تو کیا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہی مذاق جو آپ نے یہودا اسکریوطی سے کیا تھا۔ تم پر چسپاں ہوتا ہے یا نہیں۔ بہرحال میں ان چند فقرات پر اپنے پچھلے خطبہ کے مضمون کو ختم کرتا ہوں۔

(۲)

دوسری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ آج ہی ایک خبر آئی ہے۔ جس سے پتہ لگتا ہے۔ کہ اب یورپ کی حکومتیں براہ راست اسلام کی اشاعت میں دخل دے رہی ہیں۔ آج ہی سپین کے مبلغ کا خط آیا ہے جس میں اس نے لکھا ہے۔ کہ پانچ سات نئے احمدی میرے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ خفیہ پولیس آگئی۔ اور اس نے ان احمدی دوستوں سے کہا کہ تم حکومت کے باغی ہو۔ کیونکہ حکومت کا مذہب تو رومن کیتھولک ہے۔ لیکن تم نے اسلام کو قبول کر لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان احمدیوں کو ثابت قدمی دکھانے کی توفیق دی۔ انہوں نے کہا ہم حکومت کے باغی نہیں ہم حکومت کے فرمانبردار ہیں۔ بلکہ تم سے زیادہ فرمانبردار ہیں لیکن اس بات کا مذہب کے ساتھ کیا تعلق ہے۔ جہاں تک حکومت کے قانون کا سوال ہے۔ ہم اس کی پابندی کرنے کے لئے ہر وقت تیار ہیں۔ لیکن جہاں تک مذہب کا سوال ہے حکومت کا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ جب ہمیں یہ بات سمجھ آگئی ہے کہ اسلام سچا مذہب ہے۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔ تو تم اس سے روکنے والے کون ہوتے ہو۔ چنانچہ وہ لوگ واپس چلے گئے لیکن اس سے پتہ لگتا ہے۔ کہ اب بعض جگہوں پر حکومتوں میں بھی یہ احساس پیدا ہونے لگ گیا ہے۔ کہ

اسلام پھیل رہا ہے

اسے کسی نہ کسی طرح روکنا چاہیئے۔ اور جہاں بھی اسلام پھیلے گا۔ یہ احساس ضرور پیدا ہوگا۔ کیونکہ ملّاں ہر جگہ موجود ہیں۔ صرف فرق یہ ہے کہ کسی جگہ اسلام کے ماننے والے ملّاں ہیں اور کسی جگہ حضرت مسیح علیہ السلام کو خدا تعالیٰ کا بیٹا ماننے والے ملّاں ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ سارے ملّاں برے نہیں ہوتے۔ عیسائیوں میں بھی کئی نیک فطرت پادری ہیں۔ جو لوگوں کی اصلاح اور خدمتِ خلق کا کام کرتے ہیں۔ اور ہم انہیں برا نہیں کہتے۔ بلکہ انہیں قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اسی طرح مسلمانوں کے علماء میں سے بھی وہ لوگ جو دوسروں کی اصلاح کی طرف متوجہ ہیں۔ اور خدمتِ خلق کا کام کرتے ہیں۔

ہم ان کی عزت کرتے ہیں

بلکہ ہمیں تو اس بات پر حیرت آتی ہے۔ کہ مسلمان ملّاں کے نام سے چڑتے کیوں ہیں۔ حالانکہ یہ لفظ

تعظیم کے لئے

بنایا گیا تھا۔ اور ہمارے کئی بزرگوں کے ناموں سے پہلے ملّا کا لفظ آتا ہے۔ درحقیقت یہ لفظ مولائی کا مخفف ہے جس کے معنے ہیں میرے آقا میرے سردار۔ اسی کے خلاصہ کے طور پر ملّا کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ اور بعض جگہ مولوی کے لفظ سے اس کا مفہوم ادا کیا جاتا ہے۔ بہرحال اگر کسی عالم دین کو اصلاحِ اخلاق اور خدمتِ خلق کی توفیق ہے۔ تو چاہے وہ مسلمان ہو۔ پادری ہو۔ پنڈت ہو۔ ہمارے نزدیک وہ بزرگ ہے۔ کیونکہ وہ مذہب کا اصل کام کر رہا ہے۔ مگر باوجود یہ تسلیم کرنے کے کہ دنیا کے ہر مذہب میں نیک اور صالح علماء پائے جاتے ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ جب عام لوگ دیکھتے ہیں۔ کہ اب ہمارے ہاتھ سے رستہ نکلنے لگا ہے۔ تو وہ مخالفت کرنے لگ جاتے ہیں۔ جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ سپین میں یہ احساس پیدا ہو رہا ہے کہ اسلام کے پھیلنے کی وجہ سے

اب وقت آگیا ہے

کہ اسے پوری طاقت کے ساتھ دبا دیا جائے۔ اس کا یہی علاج ہے کہ ہمارے پاس زیادہ مبلغ ہوں تاکہ وہ بڑی تعداد میں وہاں جائیں اور اسلام کی اشاعت کریں۔ اور لوگوں کے شکوک و شبہات کو دور کریں۔ دوسری صورت اس کے علاج کی یہ ہے کہ اس ملک میں کثرت سے دینی لٹریچر بھیجا جائے تاکہ اس کا مطالعہ کرنے کے بعد وہاں کے لوگ حق و باطل میں امتیاز کر سکیں۔ سپین کو ہی لے لو۔ وہاں ہماری بعض کتابوں کا ترجمہ شائع کیا جا رہا تھا۔ لیکن حکومت نے اس کی اشاعت روک دی۔ اور جو کتابیں

چھپ چکی تھیں۔ ان کے متعلق حکم دے دیا کہ انہیں ملک میں تقسیم نہ کیا جائے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے اور راستے کھول دیئے۔ اب وہی تراجم انگلستان میں شائع کرنے کے بعد وہاں پہونچ رہے ہیں۔ اور جو کتابیں وہاں براہِ راست فروخت نہیں ہو سکتی تھیں انہیں انگلستان کی جماعت منگواتی ہے۔ اور پھر ڈاک کے ذریعہ سپین میں بھیج دیتی ہے۔ اس طرح وہاں اشاعتِ اسلام کا کام ہو رہا ہے۔

(۳)

تیسری بات

جو میں آج بیان کرنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ حال ہی میں کراچی میں بہائیوں کا ایک جلسہ ہوا ہے جس میں ایک ایسی بات کہی گئی ہے جو فتنہ پھیلانے کا موجب ہے۔ اگرچہ وہاں گورنمنٹ کے بھی آدمی ہوں گے اور انہوں نے اسے افسران متعلقہ تک پہنچا دیا ہو گا لیکن میں بھی اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اس کی تردید کروں۔ وہاں سے ایک دوست نے مجھے رپورٹ بھجوائی ہے۔ کہ بہائی بیرسٹر آسا نند صاحب نے اپنی تقریر میں چوہدری محمد علی صاحب وزیر اعظم پاکستان سے اپنی ایک ملاقات کا ذکر کیا اور کہا کہ میں ان سے ملا۔ اور کہا کہ آپ نے جو کانسٹی ٹیوشن بنائی ہے وہ اسلامی نہیں۔ کیونکہ اسلام تو فیل ہو چکا ہے۔ ہاں آپ نے بہائی تعلیم کا خلاصہ پیش کر دیا ہے۔ اس پر چوہدری محمد علی صاحب نے کہا کہ ہم نے تو اسلامی دستور بنانے کی کوشش کی تھی۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ ہم اس میں کامیاب نہیں ہو سکے۔ یہ بات چونکہ ہمیں کئی واسطوں سے پہنچی ہے۔ اسلئے ہم اس کا تعین تو نہیں کر سکتے لیکن تاہم اگر اس کا یہ مطلب ہے کہ چوہدری محمد علی صاحب نے یہ کہا کہ انہیں قرآن کریم سے تو کوئی دستور نہیں ملا کیونکہ وہ تو پہلے ہی فیل ہو چکا تھا وہاں بہاء اللہ نے

بہائی تعلیم کا خلاصہ

پیش کر دیا ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں یہ محض جھوٹ اور افتراء ہے۔ میں چوہدری محمد علی صاحب کو ان کی طالب علمی کے زمانہ سے جانتا ہوں۔ چاہے وہ احمدی نہیں۔ اور عقیدہ کے لحاظ سے انہیں مجھ سے کتنا ہی اختلاف ہو۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ انہیں بچپن سے قرآن کریم اور اسلام سے محبت اور اخلاص رہا ہے۔ اس لئے میں یہ بات ماننے کے لئے ہرگز تیار نہیں کہ انہوں نے یہ کہا ہو۔ کہ اسلام فیل ہو چکا ہے اس لئے ہم اسلامی دستور تو نہیں بنا سکے۔ ہاں ہم نے بہائیت کی تعلیم کا نچوڑ لے لیا ہے۔ یہ محض جھوٹ ہے۔ اور ان کے منہ سے ہرگز نہیں نکل سکتی۔ کیونکہ انہیں قرآن کریم اور اسلام سے محبت ہے اور جس شخص کو بچپن سے ہی قرآن کریم اور اسلام سے محبت اور اخلاص رہا ہو۔ اس قسم کی بات وہ اپنے

منہ سے نہیں نکال سکتا۔ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ جب حضرت عائشہ رضؓ کے متعلق اتہام لگایا گیا۔ تو سننے والوں نے کیوں نہ کہہ دیا کہ یہ صریح بہتان ہے۔ کیونکہ ہم حضرت عائشہ رضؓ کو جانتے ہیں۔ ان کے اخلاق اور حالات سے واقف ہیں ان کے

سابق کیریکٹر کو دیکھتے ہوئے

ہم یہ بات ماننے کے لئے ہرگز تیار نہیں کہ انہوں نے اس قسم کی حرکت کی ہو۔ اسی طرح قرآن کریم میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق آتا ہے کہ آپ نے کفار سے کہا کہ دیکھو کہ میں ایک لمبا عرصہ تم میں رہا ہوں۔ اور تم جانتے ہو کہ میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ اور جب میں نے اتنے لمبے عرصہ میں بندوں کے متعلق کچھ جھوٹ نہیں بولا۔ تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں بجرم خدا تعالیٰ پر جھوٹ بولنے لگ جاؤں۔ گو ان آیات میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا ایک معیار بیان کیا گیا ہے۔ مگر اسی میں ایک عام قانون کا بھی ذکر ہے۔ جسے ہر شخص پر چسپاں کیا جا سکتا ہے۔ اس قانون کے مطابق میں کہہ سکتا ہوں کہ چونکہ میں

چوہدری محمد علی صاحب وزیر اعظم پاکستان

کو بچپن سے جانتا ہوں اور ان کے کیریکٹر سے پوری طرح واقف ہوں اسلئے میں یہ اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ جہاں تک قرآن کریم اور اسلام کا سوال ہے۔ وہ ایک نہایت پر جوش اور اخلاص رکھنے والے شخص ہیں۔ اس لئے میں ان کے متعلق یہ بات ماننے کے لئے تیار نہیں کہ انہوں نے اس قسم کی کوئی بات کہی ہو کہ قرآن کریم فیل ہو چکا ہے اسلئے ہمیں اسلامی دستور بنانے کے سلسلہ میں اس سے راہ نمائی حاصل نہیں ہوئی اور ہم نے بہائیت کی تعلیم کا خلاصہ کر دیا ہے۔ اگر کوئی شخص ان کے متعلق یہ بات کہتا ہے تو میں اس سے کہوں گا۔ کہ تم جھوٹ بولتے ہو۔ قرآن کریم کہتا ہے کہ اگر تم سے کوئی شخص کسی کے ذاتی کیریکٹر کے خلاف کوئی بات کہے۔ تو تم اس کا فوراً انکار کر دو۔ اور یہ بات چونکہ چوہدری محمد علی صاحب کے کیریکٹر کے خلاف ہے۔ اس لئے میں کہوں گا۔ کہ

یہ بالکل جھوٹ ہے

جہاں تک قرآن کریم کے فیل ہو جانے کا سوال ہے اگر قرآن کریم فیل ہو گیا ہوتا۔ تو پاکستانی لیڈر اسلامی دستور بنانے کی کیوں کوشش کرتے۔ ہاں جواب کا آخری حصہ ایسا ہے کہ اس کے متعلق خیال کیا جا سکتا ہے کہ ممکن ہے چوہدری محمد علی صاحب نے بات ٹالنے کے لئے کہہ دیا ہو۔ کہ ہم جس حد تک کام کر سکتے تھے اسے قوم کے سامنے

پیش کر دیا ہے اس سے زیادہ ہم کیا کر سکتے تھے پھر یہ کہنا بھی بالکل غلط ہے کہ اسلامی دستور کا جو خاکہ پیش کیا گیا ہے۔ وہ

بہائیت کی تعلیم

کا نچوڑ ہے۔ بہائیت کی ایک تعلیم یہ ہے۔ کہ ساری دنیا کی ایک زبان ہونی چاہیئے۔ مگر عجیب بات یہ ہے کہ بہاء اللہ کے دعویٰ سے پہلے ایک زبان جاری کرنے کی تحریک پیدا ہو چکی تھی۔ اور اس وقت سپرانٹو زبان بنائی گئی تھی۔ جس کے متعلق تجویز کیا گیا تھا۔ کہ اسے ہر ایک ملک میں پھیلایا جائے۔ بہاء اللہ نے اس تحریک سے متاثر ہو کر اپنی کتابوں میں یہ لکھ دیا کہ ساری دنیا میں ایک ہی زبان ہونی چاہیئے۔ اور بہائی اس پر بڑا فخر کرتے ہیں۔ کہ دیکھو بہاء اللہ نے ساری دنیا میں ایک زبان جاری کرنے کی تحریک کی تھی۔ حالانکہ یہ بات بالکل غلط ہے۔ ایک زبان کے رواج کا خیال بہاء اللہ سے پہلے ہی موجود تھا۔ اور اسی خیال سے متاثر ہو کر بہاء اللہ نے اسے اپنی کتابوں میں شامل کر لیا۔ مگر اب پاکستان کے دستور کو دیکھو تو اس میں بنگالی اور اردو دونوں کو سرکاری زبانیں قرار دے دیا گیا ہے۔ پھر یہ بہائیت کا نچوڑ کیسے ہو گیا۔

بہائیت تو یہ کہتی ہے

کہ ساری دنیا میں ایک ہی زبان ہونی چاہیئے اور یہاں صرف پاکستان کے ملک میں دو سرکاری زبانیں قرار دے دی گئی ہیں۔ اب جس دستور میں دو زبانیں سرکاری قرار دے دی گئی ہوں۔ وہ بہائیت کی تعلیم کا نچوڑ کیسے ہوا۔ اسی طرح اور بہت سی باتیں ہیں جو بہائیت کی تعلیم کے خلاف ہیں۔ پس اسلام فیل کہاں ہوا۔ ہم تو بہائیوں سے آج تک یہ پوچھتے رہے ہیں کہ وہ بتائیں کہ اسلام کہاں فیل ہوا ہے۔ مگر وہ اب تک اس کا جواب نہیں دے سکے۔

۲۴ء میں

جب میں انگلستان گیا

تو وہاں میرے پاس ایک امریکن بنکر آیا جو بہائی تھا۔ اس کے ساتھ اس کی بیوی کے علاوہ دو عورتیں اور بھی تھیں۔ جن میں سے ایک انگریز تھی۔ اور دوسری ایرانی۔ انگریز بہائی عورت بہت متعصب تھی۔ اس نے مجھے کہا کہ آپ بہائی کیوں نہیں ہو جاتے۔ میں نے اسے جواب دیا۔ کہ جب کوئی انسان کسی خاص منزل پر پہنچ جاتا ہے تو اس کے لئے اس منزل سے آگے جانے کے لئے کوئی وجہ ہونی چاہیئے۔ میں نے قرآن کریم کا بغور مطالعہ کیا ہے۔ اور میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں

کہ وہ سچا ہے۔ اور جب مجھ پر یہ بات واضح ہو گئی ہے۔ کہ قرآن کریم سچا ہے اور قیامت تک اس کی تعلیم جاری رہے گی۔ تو مجھے اسے چھوڑ کر کسی اور طرف جانے کی کیا ضرورت ہے۔ وہ کہنے لگی جب پہلی تمام تعلیمیں بدل چکی ہیں تو قرآن کریم کیوں نہیں بدل سکتا۔ میں نے اسے کہا کہ محض اس خیال سے کہ پہلی تعلیمیں بدل چکی ہیں، قرآن کریم کے متعلق بھی یہ بات مان لینا کہ وہ بدل سکتا ہے۔ درست نہیں ہمیں

حقیقت پر بحث کرنی چاہیئے

اس کے بعد اگر ہم کسی نتیجہ پر پہنچ جائیں۔ تو اس پر عمل کرنا چاہیئے۔ آپ اسلام کی پندرہ بیس باتیں مجھے ایسی بتا دیں۔ جن پر اب عمل کرنا ناممکن ہو یا بہائیت کی ایسی دس بیس باتیں ایسی پیش کریں جو قرآن کریم میں موجود نہ ہوں۔ اگر آپ ایسا کریں تو میں بہائیت کی تعلیم کو مان لوں گا ورنہ اسے چھوڑ کر کسی اور تعلیم کے ماننے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ وہ کہنے لگی۔ بہائیت کہتی ہے۔ جھوٹ نہ بولو۔ میں نے کہا دنیا کا کونسا مذہب ہے جو کہتا ہے۔ جھوٹ بولو۔ ہر مذہب یہی کہتا ہے۔ کہ سچ بولو۔ اور یہی قرآن کریم نے کہا ہے۔ پھر اس نے کہا۔ بہاء اللہ نے کہا ہے۔ کہ عورتوں کے لئے تعلیم ضروری ہے۔ میں نے کہا یہ تعلیم بھی قرآن کریم میں موجود ہے۔ مثلاً قرآن کریم کہتا ہے۔ کہ عورتیں بھی جنت میں جائیں گی اور جنت میں وہ اس وقت جا سکتی ہیں۔ جب وہ نمازیں پڑھیں گی۔ روزے رکھیں گی۔ زکوٰۃ دیں گی۔ حج کریں گی۔ اور یہ کام بغیر تعلیم کے کیسے ہو سکتے ہیں۔ اگر انہیں یہ پتہ ہی نہیں ہو گا۔ کہ قرآن کریم کیا کہتا ہے۔ عبادات کیا ہیں۔ اخلاق فاضلہ کیا ہیں۔ تو وہ جنت میں کیسے جائیں گی۔ اور یہ تمام باتیں تعلیم کے ساتھ وابستہ ہیں۔ اس پر اس عورت نے کہا۔ دیکھئے بہائیت کہتی ہے کہ ایک سے زیادہ بیویاں نہیں کرنی چاہئیں۔ لیکن قرآن کریم

تعدد ازدواج کی تعلیم

دیتا ہے۔ جو بہت بڑا ظلم ہے۔ میں نے کہا یہ بحث کہ ایک بیوی پر کفایت کرنا بہتر ہے۔ یا ضرورت کے وقت ایک سے زیادہ بیویاں کرنا مناسب ہے۔ بہت لمبی ہے۔ میں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں۔ کہ اگر ایک سے زیادہ شادیاں کرنا ظلم ہے۔ تو خود بہاء اللہ نے ایک سے زائد بیویاں کیوں رکھیں۔ اس عورت نے کہا۔ قرآن کریم تو چار بیویوں کی اجازت دیتا ہے۔ میں نے کہا۔ اصل اعتراض تو ایک سے زیادہ بیویاں کرنے پر ہے۔ تین یا چار بیویاں کرنے پر نہیں۔ اگر اصل اعتراض ایک سے زائد بیویاں کرنے پر ہے تو جس طرح یہ اعتراض چار بیویوں پر وارد ہوتا ہے اسی طرح دو اور تین پر بھی وارد ہوتا ہے۔ اس پر اس انگریز عورت نے ایرانی عورت سے دریافت کیا۔ کہ بہاء اللہ کی کتب میں اس کے متعلق کیا لکھا ہے پہلے تو

اس نے حقیقت بیان کرنے سے گریز کیا۔ لیکن بعد میں اصرار کرنے پر بتایا۔ کہ یہ درست ہے۔ کہ

بہاءاللہ کی ایک سے زائد بیویاں تھیں

مگر ساتھ ہی کہنے لگی۔ کہ بہاءاللہ نے کہا تھا۔ کہ میری تعلیم کی جو تشریح عباس کرے گا۔ وہی درست ہو گی۔ اور عباس نے یہ کہا ہے۔ کہ مرد ایک سے زائد بیویاں نہ کرے۔ میں نے کہا۔ جب بہاءاللہ نے عملی طور پر تعدد ازدواج کو تسلیم کیا ہے۔ اور اس نے خود ایک سے زائد بیویاں کی ہیں۔ تو اب کون شخص یہ بات مان سکتا ہے۔ کہ بہائیت کی تعلیم یہ ہے۔ کہ مرد ایک سے زیادہ بیویاں نہ کرے۔ آخر وہ کہنے لگی۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ اس نے دوسری شادی دعوے سے پہلے کی تھی۔ دعوے کے بعد اس نے کوئی شادی نہیں کی۔ میں نے کہا بہائیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ امام کو بچپن سے ہی غیب کا علم حاصل ہوتا ہے۔ اس عقیدہ کے ماتحت جب بہاءاللہ کو بچپن سے ہی پتہ تھا۔ کہ تعدد ازدواج ناجائز ہو جائے گا۔ تو اس نے ایک سے زائد بیویاں کیوں کیں! اس پر وہ پھر گھبرا گئی۔ اور مختلف بہانے بنا کر اس نے پیچھا چھڑانے کی کوشش کی۔ لیکن جب میں نے مجبور کیا۔ تو اس نے کہا۔ دعویٰ کے بعد بہاءاللہ نے اپنی ایک بیوی کو بہن قرار دے دیا تھا۔ میں نے کہا۔ جب اسے بچپن سے غیب کا علم تھا۔ اور وہ جانتا تھا کہ یہ چیز ناجائز ہونے والی ہے۔ تو اس نے یہ کھیل کھیلا کیوں۔ آخر اس تماشا کی ضرورت کیا تھی۔ پھر تمہارا یہ کہنا بھی درست نہیں۔ کہ اس نے اپنی ایک بیوی کو بہن قرار دے دیا تھا۔ کیونکہ اگر اس نے اپنی ایک بیوی کو بہن قرار دے دیا تھا۔ تو اس بہن کے ہاں بہاءاللہ سے اولاد کیوں ہوئی۔ محمد علی جو بہاءاللہ کا دوسرا نائب تھا۔ اس کی دوسری بیوی سے ہی تھا۔ میں نے کہا تم محمد علی سے ہی پوچھ لو۔ کیا وہ دوسری بیوی سے نہیں۔ اس وقت وہ زندہ تھا۔ اور میں نے اس عورت کو بتایا تھا۔ کہ میں انگلستان آتا ہوا اسے مل کر آیا ہوں۔ اس پر اس عورت نے کہا۔ ہاں آپ کی یہ بات درست ہے کہ محمد علی دوسری بیوی سے ہی پیدا ہوا تھا۔ اور دعویٰ کے بعد پیدا ہوا تھا۔ لیکن پھر بھی یہ بات قابلِ اعتراض نہیں۔ کیونکہ وہ دوسری بیوی سے شادی دعوے سے قبل کر چکے تھے۔ میں نے کہا اگر دعویٰ کے بعد بھی اس کے ہاں اولاد ہوئی ہے۔ تو وہ بہن تو نہ ہوئی۔ امریکن عورت زیادہ معقول تھی۔ میری اس گفتگو پر وہ کھڑی ہو گئی۔ اور کہنے لگی کہ اگر یہ بات ہے تو پھر میں مسلمان ہوں بہائی نہیں ہوں۔

غرض قرآن کریم کے متعلق یہ کہنا کہ وہ فیل ہو گیا ہے

ایک بالکل جھوٹا دعویٰ ہے

ان کا دعویٰ تب سچا سمجھا جا سکتا تھا۔ جب بہائی لوگ اس میں سے پندرہ بیس باتیں ایسی نکال کر پیش کرتے۔ جن پر عمل نہ ہو سکتا۔ یا بہائیت کی تعلیم میں سے پندرہ بیس باتیں ایسی دکھاتے۔ جو قرآن کریم میں موجود نہ ہوتیں۔ اور اس کی تعلیم سے بہتر ہوتیں یا بہاءاللہ کے دعوے کے بعد کوئی حکومت ایسی قائم ہوتی۔ جو بہائیت کی تعلیم پر عمل کرتی۔ مگر حالت یہ ہے کہ جس قرآن کے متعلق بہائی لوگ کہتے ہیں کہ وہ فیل ہو چکا ہے۔ اس کی تعلیم پر عمل کرنے والوں کو تو چند سال کے بعد ہی حکومت مل گئی تھی۔ اور پھر انہوں نے سینکڑوں سال تک دنیا پر حکمرانی کی۔ اور بہائیوں کو ابھی تک اتنی توفیق بھی نہیں ملی۔ کہ وہ اپنا بیت العدل ہی بنا سکیں۔ جس طرح ہمارے ہاں بیت المال ہے۔ بہائیوں کے ہاں بیت العدل ہوتا ہے۔ انہوں نے مقامی طور پر تو

بیت العدل بنایا ہؤا ہے

لیکن وہ ابھی تک عالمی بیت العدل کا قیام عمل میں نہیں لا سکے۔ اور اب وہ علی الاعلان اس بات کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔ کہ ان کی ناکامی کی سب سے بڑی وجہ یہی ہے کہ وہ ابھی تک عالمی بیت العدل نہیں بنا سکے۔ پھر قرآن کریم کہاں فیل ہؤا۔ قرآن کریم کی تعلیم پر عمل کرنے والوں نے تو نہ صرف ماضی میں سینکڑوں سال تک حکومت کی ہے۔ بلکہ اب بھی پاکستان نے اسلامی دستور مرتب کر لیا ہے۔ پس قرآن کریم نہ فیل ہؤا ہے۔ نہ آئندہ کبھی فیل ہو گا۔ بلکہ یہ قیامت تک فیل نہیں ہو گا۔ زمین بدل سکتی ہے آسمان بدل سکتا ہے ایک قوم کی جگہ دوسری قوم آ سکتی ہے۔ ایک حکومت مٹے تو اس کی جگہ دوسری حکومت آ سکتی ہے زبانیں مٹ سکتی ہیں۔ لیکن

قرآن کریم کبھی فیل نہیں ہو سکتا

یہ خدا تعالےٰ کا نازل کردہ قانون ہے۔ جو ہمیشہ قائم رہے گا۔ اور جو شخص یہ کہتا ہے کہ یہ فیل ہو گیا ہے۔ وہ جھوٹ بولتا ہے۔ اور ہم بھی اسے چیلنج کرتے ہیں کہ وہ قرآن کریم کے چند ایسے احکام پیش کرے جو ناقابلِ عمل ہوں۔ یا وہ کچھ باتیں ایسی پیش کرے۔ جو نہایت مفید اور اعلیٰ درجہ کی تعلیمات پر مشتمل ہوں۔ اور بہائیت میں ہوں۔ قرآن کریم میں نہ ہوں۔ رنگون سے ایک دفعہ ایک بہائی نے ایک کتاب شائع کی۔ جس میں اس نے ذکر کیا۔ کہ بہائیت نہایت اعلیٰ درجہ کی تعلیمات پر مشتمل ہے۔ بہائیت کہتی ہے کہ عورت سے نیک سلوک کرو۔ لڑکیوں کو تعلیم دو۔ ظلم نہ کرو۔ چوری نہ کرو۔ جھوٹ نہ بولو۔ میں نے اس کے جواب میں لکھا۔ کہ تم کوئی ایک مذہب ہی ایسا بتا دو۔ جو یہ کہتا ہو۔ کہ عورت سے نیک سلوک نہ کرو۔ لڑکیوں کو تعلیم نہ دو۔ ظلم کرو۔ چوری کرو۔ جھوٹ بولو۔ دنیا میں کوئی مذہب ایسا نہیں۔ جو اس قسم کی تعلیم دیتا ہو۔

دراصل بات یہ ہے

کہ بہائیوں نے قرآن کی تعلیم میں سے بعض پوائنٹ لے کر انہیں ایک علیحدہ تعلیم کے رنگ میں پیش کر دیا ہے ورنہ ہر سچائی قرآن کریم میں موجود ہے۔ بہرحال چوہدری محمد علی صاحب کے متعلق جس شخص نے یہ بات کہی ہے اس نے جھوٹ بولا ہے۔ میں چوہدری محمد علی صاحب کو سالہا سال سے جانتا ہوں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ ان کے دل میں

قرآن کریم اور اسلام کی سچی محبت

پائی جاتی ہے۔ اور پھر وہ نہایت ذہین ہیں۔ اگر ان کے سامنے کوئی شخص یہ کہتا۔ کہ قرآن کریم فیل ہو گیا ہے تو وہ کبھی خاموش نہیں رہ سکتے تھے پس ان کی طرف اس قسم کی بات منسوب کرنا محض لوگوں کو حکومت سے بدظن کرنا ہے۔ بے شک

عقائد کے لحاظ سے

وہ ہم سے اختلاف رکھتے ہیں۔ لیکن میں اس کا اظہار کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ ان کی طرف اس قسم کی باتیں منسوب کرنا سخت ظلم ہے۔ اگر یہ باتیں چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کی طرف منسوب ہوتیں۔ اور ہم ان کی تردید کرتے۔ تو کہا جا سکتا تھا۔ کہ چونکہ وہ احمدی ہیں۔ اس لئے انہیں بچانے کے لئے اس قسم کی تردید کی جا رہی ہے۔ لیکن چوہدری محمد علی صاحب تو احمدی نہیں۔ اس لئے یہاں یہ شبہ پیدا نہیں ہو سکتا۔ ہاں انصاف کہتا ہے کہ میں اس کی تردید کر دوں۔

(۴)

اس کے علاوہ ایک بات یہ بھی بیان کی گئی ہے۔ کہ ایک پارسی نے ایک لاکھ روپیہ چندہ دیا اور اس پر بڑے فخر کا اظہار کیا گیا ہے۔ حالانکہ

اس میں فخر کی کونسی بات ہے

ہماری جماعت میں بہت سے ایسے آدمی ہیں جنہوں نے لاکھ لاکھ روپیہ سے زیادہ کی مالی قربانی کی ہے۔ مثلاً چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کو ہی لے لو۔ انہوں نے مجھے اپنی زمین کا ایک حصہ بطور نذرانہ پیش کیا تھا۔ تاکہ میں اپنا علاج کروا سکوں۔ میں نے وہ زمین تحریک جدید کو دے دی۔ اور وہ ڈیڑھ لاکھ روپیہ میں بکی۔ اب دیکھ لو چوہدری ظفر اللہ خان صاحب تاجر نہیں۔ وہ پارسی تو تاجر ہو گا۔ اور اس کی آمد

چوہدری ظفر اللہ خان صاحب سے

یقیناً بہت زیادہ ہو گی۔ چوہدری ظفر اللہ خان صاحب تو ملازم ہیں۔ اور انکم ٹیکس ادا کرنے کے بعد ان کی تنخواہ میں سے دو ہزار یا اکیس سو ماہوار بچتے ہیں۔ لیکن پھر بھی انہوں نے ڈیڑھ لاکھ روپیہ ایک وقت میں دے دیا۔ اسی طرح میں نے ایک دفعہ حساب لگایا۔ تو معلوم ہؤا کہ میں نے جو چندے اور عطیے جماعت کو دیئے ہیں ان کو ملایا جائے تو دو لاکھ ستر ہزار کے قریب رقم بنتی ہے۔ اگر انہیں ایک تاجر نے ایک لاکھ روپیہ دے دیا تو اس میں فخر کی کونسی بات ہے۔ ہماری جماعت میں اس کی کئی مثالیں پائی جاتی ہیں۔ میں نے ایک مثال چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کی ہی دی ہے وہ اگرچہ غریب آدمی ہیں۔ مگر انہوں نے ڈیڑھ لاکھ روپیہ دیا۔ اس کے علاوہ بھی اور بعض رقوم ہیں۔ جو مختلف مدات میں انہوں نے دیں۔ اگر ان کو بھی شامل کر لیا جائے۔

ان کا چندہ اڑھائی لاکھ روپیہ کے قریب

بن جاتا ہے۔ پھر اس کی مثالیں گذشتہ زمانہ کے مسلمانوں میں بھی پائی جاتی ہیں۔ دہلی میں چاندنی چوک کو ہی دیکھ لو۔ اس علاقہ میں لاکھوں روپیہ کے وقف موجود ہیں پس اگر کوئی کروڑپتی تاجر ایک لاکھ روپیہ چندہ دے دیتا ہے تو اس میں فخر کی کونسی بات ہے۔ ہماری جماعت میں تو چوبیس روپے ماہوار کمانے والا بھی ڈیڑھ روپیہ ماہوار چندہ دے دیتا ہے۔ اور یہ ایسی قربانی ہے جس کی مثالیں یورپ اور امریکہ میں بھی نہیں پائی جاتیں۔ اب میں نے امریکہ میں وصیت کی تحریک کی ہے۔ اور ہمارے مبلغ نے لکھا ہے کہ وہاں اس تحریک کو سنتے ہی تین امریکنوں نے وصیت کر دی ہے۔ غرض ہماری جماعت کے افراد جس قدر مالی قربانی کر رہے ہیں

اس کی مثال اور کہیں نہیں مل سکتی

ایک آدمی پندرہ بیس روپے کماتا ہے اور اس رقم میں اس کے گھر کا گذارہ بھی نہیں چلتا وہ خود فاقے رہتا ہے لیکن روپیہ ڈیڑھ روپیہ چندہ دے دیتا ہے۔ پھر کسی کروڑپتی کے لئے صرف ایک دفعہ لاکھ روپیہ دے دینا کونسی مشکل بات ہے۔ میں نے لارڈ نفلیڈ کے متعلق ایک خطبہ میں بیان کیا تھا۔ کہ اس نے پچھلی جنگ میں ایک لاکھ پونڈ روپیہ چندہ دیا تھا۔ اس پر چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے مجھے بتایا۔ کہ ایک انگریز نے مجھ سے ذکر کیا کہ آپ اسے کوئی بڑا کمال نہ سمجھیں۔ ان دنوں گورنمنٹ کی طرف سے ہمارے ملک میں ایک پونڈ پر ساڑھے انیس شلنگ ٹیکس لگتا تھا۔ اس لئے اگر کوئی شخص ایک پونڈ چندہ دیتا تو

اس کے معنے یہ ہوتے

کہ اس نے صرف چھ پنس چندہ دیا ہے۔ کیونکہ پونڈ کا باقی حصہ بہرحال ٹیکس میں جاتا تھا۔ لارڈ نفلیڈ نے بھی خیال کیا۔ کہ چلو اتنے ہزار پونڈ تو میں نے ٹیکس دینا ہی

تھا کچھ اور ڈالر کہ ایک لاکھ پونڈ چندہ دے دو تاکہ ملک میں میری شہرت ہو جائے اور میں لیڈر بن سکوں بہرحال اس تاجر کا ایک لاکھ روپیہ چندہ دے دینا کوئی بڑی بات نہیں۔ ان سے زیادہ چندہ دینے والے ہماری جماعت میں بھی پائے جاتے ہیں۔ بلکہ ہم میں سے اکثر باوجود کم آمد ہونے کے اپنی حیثیت سے بہت بڑھ کر چندہ دیتے ہیں۔

مجھے ہی دیکھ لو

اگر میں اپنے چندے گناؤں تو ایک قسم کی تعلّی ہو جاتی ہے۔ لیکن پھر بھی اس بیماری کے باوجود جتنی رقم چندہ میں مَیں دے رہا ہوں اس کے مقابلہ میں اس پارسی کی قربانی کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ حال ہی میں مَیں نے اپنی ایک زمین جو تھل میں تھی تحریک جدید کو دی۔ یہ زمین

۵۰ ہزار ایکڑ

تھی۔ جس میں سے صرف ۱۷۰ ایکڑ مجھے ملی باقی زمین حکومت نے لے لی۔ یہ زمین میں نے پچاس ہزار روپیہ میں خریدی تھی۔ میں نے وکیل الاعلیٰ تحریک جدید کو کہا کہ میری طرف سے یہ زمین وقف ہے چاہے تم اس سے فائدہ اٹھاؤ یا اسے بیچ دو۔ پس ہماری جماعت میں ایسی قربانی کرنے والے لوگ پائے جاتے ہیں کہ جن کے مقابلہ میں اُس پارسی تاجر کی قربانی کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ اور یہ خدا تعالےٰ کا فضل ہے کہ اس نے ہمیں اس قربانی کی توفیق دی ہے۔ مخالفین ہم پر اعتراض کرتے ہیں۔ کہ ہم مرزا صاحب کو نعوذ باللہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑا سمجھتے ہیں حالانکہ یہ بالکل جھوٹ ہے۔ ہم تو خدا تعالےٰ کو سب سے بڑا سمجھتے ہیں۔ اگر ہم مرزا صاحب کو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑا سمجھتے تو ہم انہیں سجدہ بھی کرتے لیکن ہم تو خدا تعالےٰ کے سوا کسی کے آگے سجدہ کرنا حرام سمجھتے ہیں۔ لیکن

بہائیوں کی یہ حالت ہے

کہ جب عباس آفندی امریکہ سے واپس آیا۔ تو اس نے لکھا ہے کہ میں سب سے پہلے بہاء اللہ کی قبر پر نماز پڑھنے گیا۔ اور میں نے وہاں سجدہ کیا۔ اس قدر شرک میں ملوث ہوتے ہوئے یہ لوگ کہتے ہیں کہ قرآن کریم فیل ہو گیا ہے۔ اور اس کی جگہ بہائیت نے لے لی ہے۔ حالانکہ قرآن کریم وہ کتاب ہے جس نے عرب سے بُت شکنی کا قلع قمع کر دیا تھا۔ اور ان کے بڑے بڑے بُت اُس نے تڑوا دیئے تھے۔ لیکن بہائیوں نے دوبارہ بُت پرستی شروع کر دی ہے۔ کون عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ قبر کی مٹی پر سجدہ کرنا کسی کو کیا فائدہ پہنچا سکتا ہے۔ تم حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قول یاد کرو

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چچا

بتوں کی دوکان کرتے تھے اور وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی دوکان پر بٹھا دیا کرتے تھے۔ ایکدن حضرت ابراہیم علیہ السلام دوکان پر بیٹھے تھے۔ کہ ایک بوڑھا آیا اور اس نے کہا میں نے ایک بُت خریدنا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا۔ سارے بُت آپ کے سامنے پڑے ہیں۔ آپ ان میں سے کوئی پسند کریں۔ اس نے تمام بتوں پر نظر دوڑائی اور بالآخر ایک بت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا بیٹا وہ بُت لاؤ۔ اور مجھے دو۔ وہ بُت اونچا پڑا ہوا تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کسی بکس پر چڑھ کر اس کو اتارا اور پھر ہنس پڑے۔ اس بوڑھے نے کہا تم ہنسے کیوں ہو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا۔ یہ بُت ابھی کل مستری بنا کر لایا ہے۔ اور پھر یہ نہ بولتا ہے۔ نہ کسی کو کوئی فائدہ پہنچا سکتا ہے۔ تمہاری عمر اسّی سال کے قریب پہنچ چکی ہے۔ اور تمہارے بال سفید ہو چکے ہیں۔ تم اس بت کے آگے سجدہ کرو گے۔

تو کیا یہ ہنسی والی بات نہیں

ہوگی۔ اس پر ایسا اثر ہُوا کہ وہ اس بُت کو وہیں چھوڑ کر چلا گیا۔ لیکن بہائیوں کے بزرگوں کو دیکھو۔ عباس امریکہ سے آیا۔ تو اس نے سب سے پہلے بہاء اللہ کی قبر پر نماز پڑھی۔ اور اسے سجدہ کیا۔ کیا ایسا مذہب اسلام کے آگے ٹھہر سکتا ہے۔ جس نے عرب سے شرک کو کلی طور پر مٹا دیا۔ اور اس کا ایسا تہس نہس کیا کہ دشمن بھی اس کا اقرار کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ایسے عظیم الشان مذہب کے متعلق بہائیوں کا یہ کہنا کہ اسلام فیل ہو گیا ہے۔ کتنے تعجب کی بات ہے۔

خطبہ ثانیہ کے بعد

حضور نے فرمایا:۔

نماز کے بعد میں بعض جنازے پڑھاؤں گا۔

۱۔ غلام جنت صاحبہ علی پور ملتان کے بیٹے حکیم عزیز الدین لکھتے ہیں۔ کہ میری والدہ مجھے خواب میں ملیں۔ تو انہوں نے کہا کہ تم نے حضرت صاحب سے میرا جنازہ کیوں نہیں پڑھوایا۔ اس لئے ایک تو ان کا جنازہ پڑھاؤں گا۔ اسی طرح

۲۔ چوہدری کھیڑے خاں نمبردار جبورال ریاست جموں حال موضع کھلور ضلع سیالکوٹ فوت ہو گئے وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔

۳۔ ملک امام الدین صاحب سمبڑیال ضلع سیالکوٹ ۲۵ر جنوری کو کراچی میں فوت ہو گئے ہیں ۲۷ر جنوری کو ان کا جنازہ یہاں لایا گیا۔ لیکن زیادہ دیر ہو جانے کی وجہ سے میں نماز جنازہ نہ پڑھا سکا۔ یہ بہت مخلص تھے! اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی تھے۔

۴۔ مولوی عبدالرحمٰن صاحب جٹ امیر جماعت احمدیہ قادیان اطلاع دیتے ہیں۔ کہ ان کی خوشدامن صاحبہ فوت ہو گئی ہیں۔ بریلی میں وہ تین گھر ہی احمدی ہیں۔ اس لئے نماز جنازہ میں بہت تھوڑے دوست شامل ہوئے۔

میں نماز جمعہ کے بعد یہ چپاروں جنازے پڑھاؤں گا۔

بقایا دار جماعتیں

موجودہ مالی سال کے ختم ہونے میں صرف دو ماہ باقی رہ گئے ہیں اب تک تمام جماعتوں کے بجٹ کا ۵/۶ حصہ وصول ہو جانا چاہیئے تھا۔ لیکن اکثر جماعتوں کی وصولی بہت ہی کم ہوئی ہے۔ بجٹ کو پورا کرنے کے متعلق حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کا ایک ارشاد درج ذیل ہے۔

"یاد رکھنا چاہیئے بجٹ کو پورا کرنا مجھ پر احسان نہیں نہ سلسلہ پر احسان ہے نہ خدا پر احسان ہے بلکہ .... خدا کے دین کی خدمت کے لئے کچھ دینا ہے وہ خدا تعالیٰ سے سودا کرتا ہے اور اس سودے کو پورا کرنے کی وجہ سے خدا کے نزدیک جوابدہ ہے اور جس قدر کمی رہتی ہے وہ اس کے نام بقایا ہے۔ اگر وہ اسکو دنیا میں ادا نہیں کرتا تو جب خدا تعالےٰ کے سامنے پیش ہوگا۔ خدا تعالےٰ فرمائے گا

جاؤ جہنّم میں بقایا ادا کر کے آؤ۔"

حضور کے اس ارشاد کی روشنی میں جملہ جماعتوں کے عہدہ داروں اور تمام افراد کو توجہ دلائی جاتی ہے کہ وہ اپنی سستی اور غفلت کو ترک کر کے از حد کوشش کریں کہ اُن کے ذمہ بجٹ کا بقایا آخر مالی سال تک پورا ہو جائے۔ ذیل میں ایسی جماعتوں کے نام درج کئے جاتے ہیں جن کی وصولی آخر فروری تک ۱/۲ بجٹ سے بھی کم ہوئی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ان جماعتوں کے احباب اور عہدہ داران خاص طور پر متوجہ ہو کے فرض شناسی کا ثبوت دیں:۔

صوبہ یوپی۔ انچولی۔ بریلی۔ لکھنؤ۔ لنگرگھنو۔ ساندھن۔ ٹانڈہ مسکرا۔ جلی پور کھیڑہ۔ بھدوئی۔ امروہہ۔ انبیٹھہ جھانسی۔ اٹاوہ۔ کشن گڑھ۔ صالح نگر۔

صوبہ بہار۔ بھاگلپور۔ بیگوسرائے۔ موتی ہتی ہائینز۔ خان پور ملکی۔ مہو کھنڈار۔ مونگھیر۔ برہ پورہ۔

بنگال۔ کلکتہ۔ بھرت پور۔ چنڈی۔

اڑیسہ۔ پنکالو۔ بھدرک۔ او۔ ایم۔ پی۔ کٹک۔ کیرنگ۔ ادکھ پٹنہ۔ چودوار۔ ڈھینکانال۔ کندرہ پاڑہ۔ ترگاؤں۔ لبنہ۔ کرڈاپلی۔ جھاڑسوگمڑہ۔

بمبئی۔ بمبئی۔ باندہ۔ نندگڑھ۔

حیدرآباد۔ حیدرآباد۔ سکندرآباد۔ دیودرگ۔ رائچور۔ تیماپور۔ ظہیرآباد۔ چنداپور۔

مدراس و مالا بار۔ کوٹارہ۔ کرنول۔ گنتی۔ شموگہ۔ کنانور۔ مدراس۔ کروناگاپلی۔

کشمیر۔ شوپیاں۔ ہیچہ مرگ۔ آسنور۔ باڑی پورہ۔ ہموساں۔ یسلواہ۔ سری نگر۔ چک ایمرچ۔ رشی نگر۔ شورت۔ ہاری پاری گام۔ ہانڈی پورہ۔ کنہ پورہ۔ ماندوجن۔ لدرون۔ چاند کوٹ۔ سندپاری۔

(ناظر بیت المال قادیان)

ہم خرما و ہم ثواب

سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ارشاد ہے کہ بھارت سے میٹرک پاس طلباء کو قادیان میں بلا کر ان کو مقامی کالج میں اعلیٰ تعلیم دلائی جائے۔ تاکہ وہ بی۔ اے پاس کر کے سلسلہ کے لئے مفید وجود ثابت ہوں۔ اور انجمن کے مرکزی اداروں میں خدمات بجا لا سکیں۔ یہ ہم خرما و ہم ثواب کا بہترین موقعہ ہے۔ ایسے طلباء جہاں دنیاوی اعلیٰ تعلیم حاصل کریں گے وہاں ان کی دینی تعلیم کا بھی یہاں بندوبست کیا جائے گا۔ اور بعد فراغت تعلیم وہ سلسلہ کے لئے زیادہ مفید ثابت ہونگے۔ اس نادر موقعہ سے مستفیض ہونے والے طلباء اپنے والدین یا سرپرستوں کی وساطت سے اپنی درخواستیں مقامی امیر یا پریذیڈنٹ کی سفارش کے ساتھ مندرجہ ذیل کوائف کے ساتھ فوراً نظارت ہذا میں بھجوا دیں۔ تاکہ آئیندہ تعلیمی سال شروع ہونے سے قبل ان کے متعلق فیصلہ کر کے بلایا جا سکے۔ صدر انجمن احمدیہ ایسے طلباء کو معمولی وظائف دینے کے علاوہ مناسب تعلیمی اخراجات بھی دیگی۔ مزید وضاحت کے لئے نظارت ہذا سے خط و کتابت فرماویں۔

کوائف:۔ نام۔ ولدیت۔ عمر۔ صحت کیسی ہے۔ میٹرک کا امتحان کب پاس کیا۔ میزان نمبر۔ ڈویژن۔ (مضامین سائنس یا آرٹس) نام سرپرست۔ کس قدر ماہوار اخراجات خود برداشت کریں گے۔

نوٹ۔ اس اعلان کے ذریعہ فی الحال صرف کوائف ہی طلب کئے گئے ہیں جبتک نظارت ہذا کی طرف سے معین طور پر کسی فرد کو بلایا نہ جائے کسی غرض سے مرکز میں آنا درست نہ ہوگا۔ (ناظر تعلیم و تربیت قادیان)

زبان بر حق جاری

انتہائی مخالفت اور قتل، غارت اور استیصال کے منصوبوں کے باوجود جماعت احمدیہ کا پودا دن دونی رات چوگنی ترقی کر رہا ہے۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہے۔ مخالفت میں جو لوگ اندھے ہوتے ہیں وہ بھی کبھی نہ کبھی یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ باوجود مخالفت کے طوفانوں کے جماعت احمدیہ کیوں ترقی کرتی چلی جا رہی ہے۔ اسبارہ میں مودودی ہفت روزہ المنیر لائلپور کی اشاعت ۲ مارچ میں ربوہ کی سیر کے زیر عنوان جو مضمون شائع کیا ہے اس کا ذیل کا حصہ طالبانِ حق کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہے۔ لکھتے ہیں:-

"بایں ہمہ یہ امر قابل اعتراف ہے کہ تبلیغ الشاھد الغائب کا فرض جو امتِ محمدیہ پر عاید کیا گیا تھا امت کی کوتاہی کے باعث معطل یا کم از کم نیم معطل تھا۔ اس باطل گروہ کے ذریعہ اسلام اور صاحب اسلام کا رسمی تعارف اور بعض حصوں میں تفصیلی تعارف ان کے ذریعہ کرایا جا رہا ہے"!

"اب غور فرمایئے کہ اس جماعت کی مخالفت میں جو کام آج تک کئے گئے ہیں وہ اپنی جگہ اہمیت مقصدیت اور خلوص کے باوصف حصولِ مدعا کے لئے کیوں کامیاب نہیں ہو سکے"۔

سچ ہے حق کڑوا ہوتا ہے حق گوئی کا کڑوا گھونٹ بیچارے کو پینا پڑا! یہ امر اقتباس بالا سے ظاہر ہے جس میں مضمون نویس غیر مسلموں کی طرح کثرتِ ازدواج پر زبانِ طعن دراز کرنے سے بھی باز نہیں رہ سکا! اس وجہ سے اس کا اعتراف اغیار کی نظر میں ہماری تحریر سے بہت زیادہ وزن رکھتا ہے۔ یہ لوگ ہیں جو دیکھتے ہوئے بھی نہیں دیکھتے اور سنتے ہوئے بھی نہیں سنتے اللہ تعالیٰ ان کی چشمِ بصیرت وا کرے۔

"قادیانیت میں نفع رسانی کے جو جوہر موجود ہیں، ان میں اولین اہمیت اس جد و جہد کو حاصل ہے۔ جو اسلام کے نام پر وہ غیر مسلم ممالک میں جاری رکھے ہوئے ہیں۔ یہ لوگ قرآن مجید کو غیر ملکی زبانوں میں پیش کرتے ہیں تثلیث کو باطل ثابت کرتے ہیں سید المرسلین کی سیرت طیبہ کو پیش کرتے ہیں، ان ممالک میں مساجد بنواتے ہیں۔ اور جہاں کہیں ممکن ہو۔ اسلام کو امن و سلامتی کے مذہب کی حیثیت سے پیش کرتے ہیں۔

کہا جا سکتا ہے اور ہم خود اسے زیادہ شدت کے ساتھ کہتے ہیں۔ کہ قادیانی حضرات دین کی تحریف کرتے ہیں، وہ اس سیرتِ رسول کے تصور سے ہی محروم ہیں۔ جو انبیاء علیہم السلام نے پیش کی تھی۔ یہ بھی بجا ہے کہ وہ اُس دودھ میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی مسیحیت کے زہر کو ملا کر پیش کرتے ہیں۔ لیکن بایں ہمہ یہ امر قابل اعتراف ہے کہ "فلیبلغ الشاھد الغائب" کا فرض جو امتِ محمدیہ پر عاید کیا گیا تھا۔ امت کی کوتاہی کے باعث معطل یا کم از کم نیم معطل تھا اس باطل گروہ کے ذریعہ اسلام اور صاحب اسلام کا رسمی تعارف اور بعض حصوں میں تفصیلی تعارف ان کے ذریعہ کرایا جا رہا ہے۔ اور جب تک کوئی صحیح العقیدہ گروہ آگے بڑھ کر کرۂ ارض کے تمام باشندوں میں اسلام کی دعوت کا بیڑہ نہیں اُٹھا لیتا۔ عین ممکن ہے کہ صرف اسی کام کے لئے اس جماعت کو نعمتِ زندگی عطا کی جائے۔

غیر مسلم ممالک میں قرآنی تراجم اور اسلامی تبلیغ کا کام صرف اسی اصول "نفع رسانی" کی وجہ سے قادیانیت کے بقاء اور وجود کا باعث ہی نہیں ہے۔ ظاہری حیثیت سے بھی اس کی وجہ سے قادیانیوں کی ساکھ قائم ہے۔ ایک عبرت انگیز واقعہ خود ہمارے سامنے وقوع پذیر ہوا ۱۹۵۳ء میں جب جسٹس منیر انکوائری کورٹ میں علم اور اسلامی مسائل سے دل بہلا رہے تھے اور تمام مسلم جو تحقیق قادیانیوں کو غیر مسلم ثابت کرنے کی جد و جہد میں مصروف تھیں۔ قادیانی علیٰ انہی دنوں ڈچ اور بعض دوسری غیر ملکی زبانوں میں ترجمہ قرآن کو مکمل کر چکے تھے۔ اور انہوں نے انڈونیشیا کے صدر، حکومت کے علاوہ گورنر جنرل پاکستان مسٹر غلام محمد اور جسٹس منیر کی خدمت میں یہ تراجم پیش کئے ہیں ——— گویا وہ بزبانِ حال دفالی یہ کہہ رہے تھے۔ کہ ہم ہی وہ غیر مسلم اور خارج از ملت اسلامیہ جماعت جو اس وقت جبکہ ہمیں آپ لوگ "کافر" قرار دینے کے لئے پر تول رہے ہیں ہم غیر مسلموں کے سامنے قرآن ان کی مادری زبان میں پیش کر رہے ہیں،

غور فرمایئے ان لوگوں کا تاثر کیا ہوگا؟ اور قادیانیوں کا یہ کام ان کی زندگی اور ترقی میں کس حد تک محمد و معاون ہے؟

ایثار مقصد کی لگن اور ایثار یہ جوہر بھی جس گروہ یا فرد میں پایا جائے گا وہ بڑھے پھولے گا اور اس میں قدرت کفر و اسلام کے امتیاز کے بغیر ایثار کرنے والے کو نتائج سے بہرہ ور کرتی ہے۔ قادیانیوں نے گذشتہ پچاس سال میں اندرون اور بیرون ملک اپنی قومی زندگی کو قائم رکھنے اور قادیانی تحریک کو عام کرنے کے سلسلے میں جو جد و جہد کی ہے اس کا یہ پہلو نمایاں ہے کہ انہوں نے اس کے لئے ایثار و قربانی سے کام لیا ہے ملک میں ہزاروں اشخاص ایسے ہیں جنہوں نے اس نئے مذہب کی خاطر اپنی برادریوں سے علیحدگی اختیار کی، دنیوی نقصانات برداشت کئے اور جان و مال کی قربانیاں پیش کیں۔

بلاشبہ ہم ان لوگوں کو غیر مخلص سمجھتے ہیں۔ جو اپنے متعلق یہ جاننے کے باوجود کہ ان کی زندگیاں کھلے خواہش سے آسودہ ہیں۔ اپنے آپ کو الہام الٰہی کا مورد قرار دیتے ہیں۔ اور اس حقیقت سے کما حقہٗ آگاہ ہونے کے باوصف کر وہ اللہ تعالیٰ پر اعتماد اور اور اس کے قانون جزا و سزا پر یقین نہیں رکھتے۔ بایں ہمہ وہ محبت الٰہی اور احساس آخرت پر مواعظ اور خطبے دے کر اپنے مریدین کو دام تزویر میں پھنسائے ہوئے ہیں۔ لیکن ہم کھلے دل سے اعتراف کرتے ہیں کہ قادیانی عوام میں ایک معقول تعداد ایسے لوگوں کی ہے جو اخلاص کے ساتھ اس سراب کو حقیقت سمجھ کر اس کے لئے مال و جان اور دنیوی وسائل و علائق کی قربانی پیش کرتی ہے یہی وہ لوگ ہیں جن کے افراد نے کابل میں سزائے موت کو لبیک کہا، بیرون ملک دور دراز علاقوں میں غربت و افلاس کی زندگی اختیار کی۔ اور عین اس وقت کہ جب قادیانی خلافت سے متعلق حضرات بیش قیمت مقوی ادویات کو آب و دانہ کی طرح استعمال کرتے اور بیک وقت چار چار بیویوں کے جلو میں اپنے عشرت کدوں میں مسرت و عیش کے شب و روز گذار تے تھے۔ یہ مخلص لوگ نائیجیریا، جرمنی اور ماسٹریل میں ایسے لوگوں کے ماتحت افلاس کے باوجود کام کر رہے تھے۔ جو بین الاقوامی سازشوں کے کرتا دھرتا تھے۔

بہر نوع قادیانی باطل کے قیام و ثبات میں مقصد کی لگن اور اس کے ایثار کا جذبہ دوق ایک ایسا جوہر ہے جس نے اس گروہ کو معتدبہ فائدہ پہنچایا ہے۔

تنظیم تیسرا پایہ جس پر قادیانی قصر قائم ہے وہ تنظیم ہے۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ ابتداءً انگریز کا ہاتھ قادیانی جماعت کے معرض وجود میں لانے کا محرک تھا۔ لیکن یہ حقیقت تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں کہ حکیم نور الدین صاحب اور ان کے بعد مرزا محمود احمد صاحب کی انتظامی صلاحیتوں نے قادیانی جماعت کو بہت بڑی امداد بہم پہنچائی ہے۔ قادیانی خلیفہ ایک جانفاتی قسم کے سیاسی راہنما ہیں۔ جو خود تو آمریت مطلقہ کے مدعی ہیں۔ اور ان کا بنیادی نظریہ یہ ہے کہ ان کا تقرر بھی خدا کی جانب سے ہوا ہے۔ اور معزول بھی انہیں خدا کر سکتا ہے۔ لیکن انہوں نے اس کے باوجود اپنی جماعت کو جس طریق پر منظم کیا ہے چاہے وہ مستقبل میں ایک فتنہ کہ غبارہ ہی ثابت کیوں نہ ہو، ہم اس کی [illegible] کے مباحث میں کریں گے) مگر اس وقت تک یہ نظم بہت سی دوسری جماعتوں سے بہتر ہے۔ اس نظم کے تین پہلو ہم اپنے ناظرین کے سامنے پیش کرنا ضروری خیال کرتے ہیں۔

تقسیم ملک کے وقت مشرقی پنجاب کی یہ واحد جماعت تھی جس کے سرکاری خزانہ میں اپنے معتقدین کے لاکھوں روپے جمع تھے اور جب یہاں مہاجرین کی اکثریت بے سہارا ہو کر آئی تو قادیانیوں کا یہ جون کا تون پہونچ چکا تھا۔ اور اس سے ہزاروں قادیانی بغیر کسی کاوش کے از سرِ نو بحال ہو گئے۔ پھر یہ موضوع بھی مستحق توجہ ہے کہ یہ وہ واحد جماعت ہے جس کے ۳۱۳ افراد تقسیم کے لمحہ سے آج تک قادیان میں موجود ہیں۔ اور وہاں اپنے مشن کے لئے کوشاں بھی ہیں اور منظم بھی۔

دوسرا پہلو تعمیر ربوہ کے سلسلے میں ہمارے سامنے آتا ہے ہم اسے تسلیم کرتے ہیں۔ کہ سابق کے ایک انگریز گورنر نے بہت سستے داموں ربوہ کی زمین قادیانیوں کو دیدی تھی لیکن کیا اس حقیقت کا انکار ممکن ہے، اس زمین سے فائدہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ نے کمایا۔ اور اس سے شاندار بلڈنگیں اور جملہ ضروریات کے لئے عمارات تعمیر کیں۔ اور آج یہ بات پورے وثوق کے ساتھ کہی جا سکتی ہے۔ کہ

دنیا میں ربوہ وہ شہر ہے جس میں مرزا غلام احمد صاحب کو نبی اللہ تسلیم کرنے والوں کی اپنی حکومت ہے۔ اس کا اپنا نظام عدالت ہے اس کا اپنا خلیفہ ہے جس کا ہر حکم واجب التعمیل ہے اس کا اپنا سرکاری بینک ہے جس میں قادیانیوں کا لاکھوں روپیہ تجارت، صنعت اور حرفت کے کاموں پر لگا ہوا ہے۔

قادیانی تنظیم کا تیسرا پہلو وہ تبلیغی نظام ہے جس نے اس جماعت کو بین الاقوامی جماعت بنا دیا ہے۔ اس سلسلے میں یہ حقیقت اچھی طرح سمجھ لینے کی ہے کہ

بھارت، کشمیر، انڈونیشیا، اسرائیل
جرمنی، ہالینڈ، سوئٹزرلینڈ، امریکہ
برطانیہ، دمشق، نائیجیریا، افریقی علاقے
اور پاکستان

کی تمام قادیانی جماعتیں مرزا محمود احمد صاحب کو اپنا امیر اور خلیفہ تسلیم کرتی ہیں اور ان کے بعض دوسرے ممالک کی جماعتوں اور افراد نے کروڑوں روپوں کی جائدادیں "صدر انجمن احمدیہ ربوہ" اور "صدر انجمن احمدیہ قادیان" کے نام وقف کر رکھی ہیں۔

تیسرا پہلو قابل توجہ یہ ہے۔ کہ قادیانیوں [illegible] آئندہ سال یعنی ۵۷-۱۹۵۶ء کے لئے یہ بجٹ ہے کہ اس سال کا بجٹ پچاس لاکھ روپے کا ہو۔

یہ ہے وہ جماعت جسے ہم سب باطل سمجھتے ہیں اور اسے باطل سمجھنا کسی تعصب، ضد یا عناد و حسد پر مبنی نہیں بلکہ ہم خلوص کے ساتھ قرآن و سنت کے بینات کی روشنی میں مرزا صاحب کے دعاوی کو سراسر غلط سمجھتے ہیں۔ اور ان کی نبوت کا تسلیم کرنا ہمارے نزدیک امتِ محمدیہ سے خروج و ارتداد ہے۔

"اب غور فرمایئے کہ اس جماعت کی مخالفت میں جو کام آج تک کئے گئے ہیں۔ وہ اپنی جگہ اہمیت مقصدیت اور خلوص کے باوصف حصولِ مدعا کے لئے کیوں کامیاب نہیں ہو سکے"؟

٭ ٭ ٭ ٭ ٭

بدل:- افسوس جماعت احمدیہ کی نمایاں کامیابی اور اس کے مخالفین کے ناکام ہونے کا واضح اعتراف کرنے کے باوجود از راہِ تعصب عمداً صداقت پر پردہ ڈالنے کی ناکام کوشش کی گئی ہے۔ مگر یہ لوگ یاد رکھیں کہ ان کے اسلاف اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکے اور نہ ان کی امیدیں پوری ہوں گی "ھموا بما لم ینالوا" فتدبّر۔

مودودی صاحب علمائے کرام کی نظر میں

از الحاج مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند

مولانا مودودی صاحب کو علمائے کرام کس نظر سے دیکھتے ہیں اس بارہ میں محترم الحاج موصوف کا ایک مفید طویل مضمون موقر الجمعیۃ دہلی مورخہ ۲۷ فروری ۵۶ء میں شائع ہوا ہے جس کا ایک حصہ ہدیۂ قارئین کیا جاتا ہے۔

(ادارہ بدر)

مودودی صاحب کے اصول و عقائد اور مودودی لٹریچر | مودودی لٹریچر میں

صحابہ، تابعین، ائمہ مجتہدین، علمائے راسخین اور اولیاء متقدمین کے بارہ میں ان کی غلطیاں پکڑنے اور نقد و تبصرہ کی توہین آمیز عبارتیں بلاشبہ موجود ہیں۔ جن کی توجیہہ و تاویل کی خود انہیں بھی بمدافعت کے طور پر ضرورت محسوس ہوتی رہتی ہے۔ مثلاً صحابہ کرام کے بارے میں مودودی صاحب نے اپنی تحریروں میں کہا ہے کہ صحابہ پر بسا اوقات بشری کمزوریوں کا غلبہ ہو جاتا تھا۔ اور وہ ایک دوسرے پر چوٹیں کر جاتے تھے۔ اور یہ کذب کی نسبت چونکہ نقد و تبصرہ اور جرح کی مد میں کر رہے ہیں۔ جیسا کہ بشری کمزوریوں کا عنوان اس کا شاہد عدل ہے۔ اس لئے اس لفظ کو تعدیل پر بھی محمول نہیں کر سکتے کہ ثلث کذبات والی حدیث کے مطابق یہاں بھی کذب کو کسی توریہ یا تعریض پر محمول کر لیا جاسکے اس لئے مودودی صاحب کے زعم کے مطابق یہ وہی کذب ہو سکتا ہے جو آدمی کو مجروح کر دیتا ہے۔ پس بمد جرح آپ نے بشری کمزوریوں کے عنوان سے صحابہ کی طرف کذب کو منسوب کیا، اور وہ بھی اس شان سے نہیں کہ یہ بشری کمزوریاں احیاناً یا اتفاقاً ہی اُن سے سرزد ہو جاتی ہیں۔ بلکہ بسا اوقات کے لفظ سے یعنی اکثر و بیشتر ایسا ہوتا تھا۔ پھر بسا اوقات بھی ان کمزوریوں کا صدور ہی نہیں ہو جاتا تھا بلکہ ان کا غلبہ بھی ہوتا تھا جس سے مغلوب ہو کر گویا وہ ان کمزوریوں سے رک بھی نہیں سکتے تھے۔ اور معاذ اللہ وہ عام اتقیائے امت جیسے بھی نہ تھے کہ

ان الذین اتقوا اذا مسھم طائف من الشیطان تذکروا فاذا ھم مبصرون۔

(جو لوگ پرہیزگار ہیں جب ان کو شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ پیدا ہوتا ہے تو چونک پڑتے ہیں اور دل کی آنکھیں کھول کر دیکھنے لگتے ہیں) ہی کے مصداق بن جاتے ہیں۔

ان عبارتوں کے متبادر معنی محض تنقید کے نہیں بلکہ توہین صحابہ کے ہیں جو یقیناً کلام کا ایک بُرا محمل ہے مسلمانوں نے اس پر شور مچایا اور مودودی صاحب کی ان عبارتوں کو گمراہی اور گمراہ کن بتلایا۔ مودودی جماعت کو شکایت ہوئی کہ اگر ان عبارتوں کا کوئی حسن محمل لے لیا جاتا تو تمہارا کیا نقصان ہو جاتا۔ — مثلاً یہی تاویل کر لیتے کہ اس عبارت سے کوئی نکتہ چینی یا تنقیص مقصود نہ تھی صرف بیان حال اور تاریخی طور پر ایک حقیقت کا اظہار پیش نظر تھا۔ جیسے اخبارات میں مراسلات کے عنوان کے نیچے لکھ دیا جاتا ہے کہ ایڈیٹر کا نامہ نگاروں کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں یعنی محض خبر کی اشاعت مقصود ہے کسی کی اہانت مقصود نہیں، گو بشری کمزوریوں کے لفظ کے بعد تاویل اس عبارت میں چل نہیں سکتی تھی لیکن ہم نے اس سے قطع نظر کرکے ان کی اس قسم کی عبارتوں کو اسی اصول پر جانچا کہ ہر شخص کے کلام کا مطلب اس کی مجموعی زندگی اور اعتقادی و اخلاقی حیات کو سامنے رکھ کر لیا جانا چاہیئے۔ سو ہم نے دیکھا کہ ان کا بنیادی عقیدہ اور دستوری اصول موضوعہ یہ ہے کہ "رسول خدا کے سوا کسی کو معیار حق نہ بنائے" اس عقیدہ سے تو مودودی حضرات اور تمام صحابہ رسول خدا سے اخذ کرنے اور براہ راست اپنے کو اس معیار کامل پر پرکھنے میں مساوی صف میں آگئے اور انہیں کوئی مجبوری نہ رہی کہ وہ صحابہ کے آگے جھکیں یا ان کی بات بلا چون و چرا مان لیں۔

پھر اسی عقیدہ کا دوسرا اصولی جزو یہ ہے کہ "رسول خدا کے سوا کسی کو تنقید سے بالاتر نہ سمجھے" اس اصول سے انہیں صحابہ پر تنقید و تبصرہ اور ان کی غلطیاں پکڑنے اور ان کے خطا و صواب پر حکم لگانے کا حق ملا۔ ظاہر ہے کہ ان دو دعووں کے بعد صحابہ پر ان کی تنقید محض نامہ نگاری کی رائے یا کوئی تاریخی نظریہ کی حد تک نہیں رہتی جس کے حق میں انہیں محض ناقابل کہہ کر ان کی ان تنقیدی عبارتوں کی تاویل کر لی جائے بلکہ حقیقی معنی میں تنقید ثابت ہوتی ہے۔ جو انہوں نے ترک نہیں کی بلکہ اپنے اصول کے مطابق ایک جائز حق سمجھ کر کی اور مساویانہ انداز سے کی کیونکہ معیار کامل کے سامنے مودودی حضرات اور صحابہ برابر کے درجہ کے افراد تھے۔

پھر اس عقیدہ کا تیسرا جزو یہ ہے کہ "رسول خدا کے سوا کسی کی ذہنی غلامی میں مبتلا نہ ہو" اس اصول پر نہ صرف یہ کہ وہ صحابہ کے مساوی ہی ہو گئے تھے۔ اور انہیں تنقید کا حق بھی مل گیا تھا بلکہ ان سے مستغنی بھی ہو گئے اور نہ صرف استغنا و یکسوئی بلکہ نفس استفادہ سے یہ بھی واضح کر دیا گیا کہ یہ ذہنی غلامی ایک ابتلاء اور روگ بھی ہے جس کا کاٹ ڈالنا ضروری ہے۔ اس صورت میں مساویانہ تنقید سے گذر کر انہیں یہ بھی حق مل گیا کہ وہ اس روگ کا مادہ ختم کرنے کے لئے تنقید میں جس قسم کا بھی لب و لہجہ اور انداز تنقید اختیار کر سکتے ہیں۔ جب وہ صحابہ کے دخیل نہیں ان سے مستغنی بھی ہیں ان کے برابر بھی ہیں اور ان کی غلطیاں بھی پکڑ سکتے ہیں تو اس صورت میں جو بھی صحابہ کی غیر معمولی عظمت بیان کرکے ان کی ذہنی غلامی پیدا کرے گا تو روافض کی طرح اس کا رد عمل یہی ہوگا کہ ان پر تیز لفظوں میں تنقید و تبرا گوئی سے کام لیا جائے اور اس غیر معمولی عظمت و توقیر کے مقابلہ میں تحقیر و بیزاری کا اظہار کیا جائے تاکہ یہ ذہنی غلامی کا روگ اور ان حضرات سے دلوں کی مرعوبیت کا مادہ ختم ہو۔ اسی بناء پر اگر غلامان صحابہ نے یہ کہا کہ صحابہ سب کے سب بلا استثناء متقی اور عدول ہیں لہٰذا ان کی روایت و درایت پر کلی اعتماد کرو تو ادھر سے رد عمل یہ ہوا کہ انہیں تو جھوٹ بولنے سے بھی گریز نہ تھا اور ان پر تو بشری کمزوری کا غلبہ بھی ہو جاتا تھا۔ وہ تو ایک دوسرے پر جذباتی چوٹیں بھی کر جاتے تھے۔ گو وہ خود ہی ایک دوسرے کی عظمت نہیں کرتے تھے تو تم کیوں اس ذہنی غلامی اور مرعوبیت کے روگ میں گرفتار ہو رہے ہو۔ تم ان کا واسطہ چھوڑ کر براہ راست معیار کامل پر اپنے کو کیوں نہیں پرکھتے۔

بہرحال مودودی حضرات نے اپنے ان اصول سہ گانہ کی روشنی میں اگر صحابہ پر اسی انداز سے زبان کھولی جس انداز سے وہ اپنے دور کے کسی مولوی پر کھول سکتے تھے اور کافی کھولی تو وہ اپنے اس عقیدہ کی رو سے مطمئن ہیں کہ انہوں نے صحابہ پر درے کر کے ان پر توہین آمیز لہجہ میں تنقید کرکے اور ان پر طنز آمیز انداز سے جھوٹ بولنے کا اتہام لگا کر کوئی برا کام نہیں کیا کہ اس کی تاویل کی جائے۔

پس ان کی ان عبارتوں کے متبادر معنی اگر توہین صحابہ کے ہیں تو ان کی تاویل کی گنجائش یوں نہیں رہتی کہ جب ان کا مطلب مودودی حضرات کی اس اعتقادی اور اخلاقی زندگی ہی کو سامنے رکھ کر لیا گیا تو ان اصول و عقائد نے ان میں تاویل کی کوئی گنجائش نہیں چھوڑی بلکہ اس توہین و حرف گیری کو اور اصولی شکل دے دی جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی مار مر کے کچھ تاویل کر بھی لے تو اسے یہ اعتقادی زندگی خود رد کر دے گی۔ اس لئے ہم نے اگر مودودی صاحب کی ان عبارتوں میں تاویل نہیں کی تو یہ ہمارا قصور نہیں۔ انہوں نے اپنے اصول کی رو سے خود نہیں چاہا کہ ان عبارتوں میں تاویل کی جائے۔ اگر وہ یہ چاہتے کہ ان عبارتوں کا محمل توہین صحابہ نہ لیا جائے بلکہ انہیں مدح صحابہ پر محمول کیا جائے تو وہ اپنے اس بنیادی عقیدہ میں پہلے خود ترمیم کرا لیتے اور اس بنیادی دفعہ کا محمل حسن ظاہر کر دیتے تو ان جزوی عبارتوں کا محمل حسن خود ہی پیدا ہو جاتا۔ پس جو چیز آپ اپنے بارہ میں خود نہیں چاہتے۔ اس کا مطالبہ دوسروں سے کیوں کرتے ہیں اور وہ دوسرے غریب آخر کریں بھی کیا جبکہ انہیں کسی تاویل کا راستہ ہی نہ دیا جائے۔ ورنہ یہ تو مدعی سست گواہ چست کی سی مثال ہو جائے گی اس لئے مناسب ہوگا کہ اس شکوہ کا رخ علماء دیوبند سے پھیر کر مودودیت کی طرف کر دیا جائے۔ اگر ادھر آپ کی شکایات کی شنوائی ہو گئی تو ہم نیاز مند بھی حاضر ہیں ورنہ موجودہ صورت حال کے رہتے ہوئے اگر آپ ہم سے مودودی صاحب کی ان عبارتوں میں تاویل اور نشاندہی کا مطالبہ کریں گے تو یہ توجیہ القول بما لا یرضیٰ بہ قائلہ کا مصداق ہوگا جس سے آپ خود بھی گریزاں ہیں۔"

تشکر

میری اہلیہ مسماۃ جمیلہ خاتون قریشی مورخہ ۲۷ جنوری ۱۹۵۶ء بروز جمعۃ المبارک بوقت ۲ بجے دن اس جہان فانی سے رحلت کر گئیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ کی وفات کی اطلاع اس وقت بذریعہ تار و خطوط و ٹیلیفون جملہ رشتہ داروں کو کر دی گئی تاکہ انکی نماز جنازہ جو کہ ۲۹ جنوری ۱۹۵۶ء کو ہونی قرار پائی تھی جو پہنچ سکتا ہے پہنچ جائے۔

مرحومہ کی وفات پر میرے پاس تعزیت کے خطوط ہندوستان و پاکستان سے جہاں میرے رشتہ داروں کی طرف سے آئے ہیں وہاں حضرت صاحبزادہ میاں بشیر احمد صاحب ربوہ۔ دیگر بزرگان سلسلہ۔ احمدی بھائیوں اور غیر مسلموں کی طرف سے بھی آئے ہیں جنہوں نے میرے پریشان و زخمی دل کو مرہم کا کام دیا۔ خصوصاً صاحبزادہ حضرت مرزا وسیم احمد صاحب کے خط نے جو سب خطوط میں سے میرے پاس سب سے پہلے پہنچا۔ جو کہ انتہائی پرخلوص جذبات محبت سے پر تھا۔ میرے غمناک دل کیلئے موجب ڈھارس ثابت ہوا۔ سو میں ایسے سب احباب اور رشتہ داروں کا جنہوں نے مرحومہ کی وفات پر ہمدردی کی ہے بذریعہ اخبار ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ بذریعہ ڈاک ایسے خطوط کا جواب دینا میرے لئے ناممکن ہے۔ خدا تعالیٰ ان سب کو ان کی اس ہمدردی کا بہتر سے بہتر بدلہ عطا کرے۔ اللّٰھم آمین۔

خاکسار قریشی محمد یونس احمدی محلہ شاہدانہ بریلی۔

۲۹ جنوری ۱۹۵۶ء

درخواست دعا

برادرم چوہدری نجے خان صاحب ٹیچر جلیانہ ضلع لاہور کے والد محترم بوجہ خرابی گلہ عرصہ چھ ماہ سے بیمار چلے آرہے ہیں۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ آنموصوف کی جلد صحت کاملہ و شفا یابی کے لئے درد دل سے دعا فرمادیں۔

(محمود احمد عارف قادیان)

سیرۃ طیبہ کا ایک ورق

حضور سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی اور اس سے سبق

از سید جعفر علی صاحب متعلم جماعت دہم مدرسہ اسلامیہ ہائی سکول سکندر آباد دکن

(۲)

ادھر سرکار دو عالم کو جبرائیل نے مخالفین کے منصوبے سے آگاہ کر دیا۔ رب العزت نے بھی ہجرت کا حکم صادر کر دیا۔ حضرت نے انتظام فرمایا کہ رات میں علی رضو آپ کے گھر سو جائیں۔ اور جو امانتیں بحیثیت امین ہونے کے حضرت کے پاس محفوظ تھیں واپس کر کے علی لوٹیں۔ صدیق اکبر کو بھی مطلع کر دیا۔ زاد راہ تیار ہو چکا۔ ادھر قریش نے حسب قرار داد دولت خانہ نبوت کا محاصرہ کر لیا۔ تاکہ حضرت کو قتل کر دیں۔ ادھر نبوت کی سواری جاہ و جلالت کے ساتھ برآمد ہوئی۔ مخالفین باوجود چشم بینا رکھنے کے دیکھ نہ سکے۔ اور نبوت کی سواری رحمت کے بادلوں میں وحدت کے سائے میں باب صداقت تک پہنچی۔ صدیق نے استقبال کیا۔ وہاں سے بہمراہی صدیق سرکار دو عالم غار ثور تک پہنچے۔ صدیق نے نبوت کے آرام کے لئے غار کو صاف کیا۔ سوراخ پاسے غار بند کئے۔ اور جو نہ بند ہو سکے اُن پر پیر کے انگوٹھے رکھے۔ خلافت کی گود میں رسالت نے آرام کیا۔

صبح ہوئی۔ اندھوں نے آنکھیں کھولیں۔ تو یہ ماجرا دیکھا۔ تو بہت پچھتائے۔ مگر کر ہی کیا سکتے تھے جس کا خدا پاسبان ہو پھر کسی کی کیا مجال کہ وہ نقصان پہنچائے۔ نبی کریم نے مکہ کو چھوڑا۔ اور ۲۲ر جولائی ۶۲۲ء بروز جمعہ داخل مدینہ منورہ ہوئے۔

مکّی زندگی سے سبق

سرکار دو عالم کی مکی زندگی سے پہلا سبق یہ ملتا ہے کہ صداقت کے مقابل پر کبھی نہ جھکنا چاہیئے۔ سچے اور صحیح کلمے کہنے میں ہمیں خدا پر بھروسہ رکھنا چاہیئے۔ کسی مادی طاقت اور قوت سے زیر نہ ہونا چاہیئے۔ کوئی امر منکر دیکھے تو اس کے بیان کرنے میں پس و پیش نہ کرنا چاہیئے۔ اور کبھی نہ اس کا خیال کرنا چاہیئے۔ کہ کوئی ہماری بات سنے گا یا نہیں۔ ہمارا کام تبلیغ ہے یعنی کان تک بات کا پہنچا دینا۔ لوگوں کو عمل پر لگا دینا۔ یہ خدا کی توفیق پر موقوف ہے۔

دوسرا سبق جو سرکار دو عالم کی زندگی سے ملتا ہے وہ یہ ہے کہ مسلمان اجتماعی قوت سے دینی خدمت انجام دیں اور رفتہ رفتہ کام کو آگے بڑھائیں تو زیادہ موجب برکت ہے

(۳) حق پرستی و حق کی سرسبزی و شادابی کے لئے ہم اپنی جان و مال و دولت و وقت و عزت و آبرو بال بچے سب کی بازی لگا دیں اور اس کے مقابلے میں جو جو تکلیفیں آئیں مستقل مزاجی سے برداشت کریں اور اس طرح عملاً دنیا کو اپنی صداقت کا درس دیں۔

(۴) تبلیغ و اشاعت دین کے لئے ہمیں اگر اپنے وطن کو اپنے عزیزوں کو اپنی جائیداد و مال کو ساز و سامان کو اپنی اولاد کو غرض سب کو چھوڑ کر خدا کی راہ میں ترک وطن کرنا پڑے۔ تو اس کے لئے تیار رہیں۔

(۵) اگر ہم کو دین کی راہ میں اقتدار کی کرسی پیش کی جائے۔ بڑے بڑے لالچ دیئے جائیں عزت کے مصنوعی کھلونے دیئے جائیں۔ اور دولت ایمان خریدنے کی کوشش کی جائے تو ہم کسی قیمت پر دولتِ ایمان کو فروخت نہ کریں۔ بلکہ ایمان کی دولت پر سے عزت و آبرو و صحت و تندرستی سب کچھ قربان کر کے اللہ کے فرمانبردار بن کر اللہ کے سامنے سرخرو ہوں۔

صفت اخلاق نبوی پر غور کیا جائے۔ تو یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ اخلاق نبوی اسلام کے لئے ایک رکن اعظم ہے یہی اخلاق کے جوہر تھے جو کافر اور مشرک باوجود عداوت سخت کے نبوت کی مدح کرتے تھے۔ تعریف تو وہی اچھی ہے جو دشمن کریں۔ بہرحال نبوت کے نقش پا کو اپنی سجدہ گاہ بنائیں اور نبی کی ہر حرکت کو اپنے لئے رہنما بنائیں۔ تو یہ دنیا نے ناپائیدار جو ہمارے لئے آخرت کی کھیتی ہے۔ وہ ضرور بار آور ہوگی اور یقیناً اس کھیتی کے ثمر کو اپنے نبی کے صدقے، آخرت میں کھائیں گے۔ اس دربار کی تاثیریں بیان سے باہر ہیں۔ جو اس دربار میں پہنچ گیا۔ اس پر اور کبھی اس نبی کا پرتو پڑ گیا۔ تو کوئی صدیق۔ کوئی فاروق اور کوئی ذو النورین اور کوئی اسد اللہ اور کوئی سیف اللہ کہلائے۔ اگر ہم بھی سعی کریں تو کم از کم خادمان نبوت تو کہلائیں گے۔

کلکتہ میں جلسہ مصلح موعود

(از سیکرٹری صاحب تبلیغ جماعت احمدیہ کلکتہ)

بعض مقامی مشکلات کے پیش نظر یہ قرار پایا کہ ۱۹ر فروری ۱۹۵۶ء کو مصلح موعود کا جلسہ منعقد کیا جائے چنانچہ بورڈ پر مصلح موعود کے جلسہ کا اعلان لکھا گیا اور خطبہ جمعہ میں سر بایہ احباب جماعت کی آگاہی کے لئے اعلان کرایا گیا بموجب اعلان مسجد احمدیہ پارک سرکس ۹ بجے صبح یوم المصلح الموعود کا اجلاس منعقد کیا گیا۔

خاکسار نے سورۃ ابراہیم سے تلاوت قرآن کی اور ایک فارسی نظم حضرت مولانا عبداللہ صاحب بھاگلپوری کی پڑھ کر سنائی۔ بعد ازاں مکرم جناب سید بدر الدین احمد صاحب نے "کن حالات میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مصلح موعود کی پیشگوئی فرمائی" پر تقریر کی۔ اور آخر میں فرمایا۔ کہ یہ زمانہ بھی ہم لوگوں کے لئے بڑا ہی بابرکت اور مبارک زمانہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اپنے الہام کے ذریعہ حضرت مصلح موعود کی تصدیق فرما دی۔ اور اب ہمیں بھی وہ نور اور افضال نصیب ہو سکتا ہے۔ جو صحابہ کرام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو میسر ہوا۔ ضرورت ہے کہ ہم اپنے تئیں گر گر گریہ وزاری کریں اور اُس کے فضل و رحمت کے وارث بنیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق بخشے۔ آمین۔

اس کے بعد عزیز مکرم محمد فیروز الدین صاحب انور نے "شان مصلح موعود" پر ایک مضمون پڑھ کر سنایا۔ بعدہٗ مکرم جناب چودھری عبد المتین صاحب بی ٹی نے "مصلح موعود کی شخصیت پر" تقریر فرمائی۔ اور مثالوں سے ثابت کیا کہ یہی وہ مصلح موعود ہے۔ جس کی نظیر آج دنیا پیش کرنے سے قاصر ہے۔

ازاں بعد محترم جناب الحاج مولانا محمد سلیم صاحب فاضل نے مجموعی طور پر تفصیلاً نہایت وضاحت کے ساتھ تمام پیشگوئیوں پر فاضلانہ تقریر فرمائی۔ جو باوجود لمبی تقریر کے حاضرین جلسہ ہمہ تن گوش سنتے رہے۔

آپ کی تقریر کے بعد خاکسار راقم نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بعض مخصوص ارشادات کی طرف احباب جماعت کی توجہ کو مبذول کراتے ہوئے تحریک کی کہ تبلیغ خدمت خلق۔ تحریک تجارت۔ اشاعتِ اسلام لٹریچر و اخبارات اور غیر احمدی حضرات سے اشاعتِ اسلام کے فنڈ میں چندہ۔ پھر چندوں کی ادائیگی مطالعہ لٹریچر میں آپ لوگوں کے تعاون اور توجہ کی شدید ضرورت ہے۔ اور ہماری کامیابی کا راز اسی میں پنہاں ہے۔ جب تک ہم ان تحریکات کو عملی جامہ نہیں پہناتے اس وقت تک ہم صحیح معنوں میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ ازاں بعد عزیز ناصر احمد بانی نے ایک نظم پڑھ کر سنائی۔ اور دعا کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔

منظوری عہدیداران

جماعت احمدیہ نظام آباد علاقہ دکن کے عہدیداران کا مہ سالہ انتخاب (از $\frac{۵}{۵۶}$ تا $\frac{۴}{۵۹}$) مندرجہ ذیل تفصیل سے منظور کیا جاتا ہے۔

— ⁘ —

۱۔ صدر و سیکرٹری مال۔ سید منظور احمد صاحب محاسب ضلع صدر خزانہ ضلع نظام آباد۔

۲۔ سیکرٹری تعلیم و تبلیغ۔ حکیم احمد حسین صاحب معرفت سید منظور احمد صاحب (ناظر اعلیٰ قادیان)

امراء و صدر صاحبان توجہ کریں

جملہ امراء و صدر صاحبان جماعت ہائے ہند کی اطلاع کے لئے تحریر کیا جاتا ہے کہ وہ مہربانی فرما کر اپنی جماعت کے عہدیداران کے نئے انتخابات جلد از جلد کرا کر بھجوائیں تاکہ مارچ میں نئے عہدہ داران کی منظوری دی جا سکے مبلغین بھی تکمیل انتخابات میں تعاون فرمائیں۔ قواعد انتخاب بدر مورخہ $\frac{۲۴}{۵۶}$ میں شائع کرائے جا چکے ہیں۔

ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان

لجنات اماء اللہ بھارت توجہ کریں!

"نئے سکنڈے نیوین مشن"

نئے سکنڈے نیوین مشن (سویڈن ناروے) کی تحریک جو سیدنا امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے گذشتہ چار ماہ میں کی تھی۔ جس میں لجنات کے ذمہ تین ہزار ۳۰۰۰/- روپے کی رقم لگائی گئی تھی۔ لجنات بھارت کو مرکز کی طرف سے اس میں شامل ہونے اور اپنے وعدے بھجوانے کے لئے بار بار خطوط لکھے جا رہے ہیں لیکن نہایت افسوس ہے کہ صرف تین لجنات یعنی قادیان۔ بھرت پور اور حیدر آباد دکن کے علاوہ اور کسی لجنہ کی طرف سے نئے مشن کے لئے وعدوں کی فہرست نہیں آئی۔ برائے مہربانی عہدہ داران لجنات اس طرف توجہ دیں اور اپنی لجنات سے جلد وعدے لیکر مرکز کو بھجوائیں اور پھر جلد ہی یہ رقم وصول کرنے کی کوشش کریں کیونکہ یہ رقم ایک سال کے اندر اندر وصول ہو جانی چاہیئے۔ (صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان)

وقت
ہماری کوشش کا ایک اہم حصہ ہے

(از شیخ عبدالحمید عاجز ناظر بیت المال قادیان)

جملہ جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کے سیکرٹریان مال کو گذشتہ ماہ اُن کے ذمہ بجٹ اور فواہ کی سالانہ آمد کی اطلاع بھجواتے ہوئے یہ توجہ دلائی گئی ہے کہ وہ بقایا جات کو جلد ادا کرنیکی فکر کریں اسی طرح حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے ماتحت جملہ مبلغین کو بھی تاکیداً تحریر کیا جا چکا ہے کہ وہ اپنے اپنے علاقہ کے عہدہ داران مال اور بقایا دار احباب کو بیدار کرتے ہوئے مالی فرائض کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائیں تا آخر مالی سال تک ہر جماعت کا بجٹ سو فی صدی پورا ہو سکے۔ نیز نظارت ہذا کی طرف سے اکثر بقایا دار احباب کو انفرادی چٹھیاں بھجواتے ہوئے اپنے بقایا جات کی ادائیگی کے متعلق تاکیداً تحریر کیا جا چکا ہے۔ لیکن چند دن کی موجودہ رفتار ابھی تک تسلی بخش نہیں ہے اور اکثر جماعتوں کے ذمہ سال رواں کے بجٹ کا کثیر حصہ بقایا ہے جس سے ظاہر ہے کہ احباب جماعت اور عہدہ دار صاحبان نے ابھی تک اپنے مالی فرائض کی ادائیگی کی طرف کما حقہ توجہ نہیں کی۔ سلسلہ کے جملہ اخراجات کا اندازہ سالانہ بجٹ آمد کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔ اگر آمد کی موجودہ پوزیشن میں جلد خاطر خواہ زیادتی نہ ہوئی اور بقایا بجٹ کا یہی حال رہا تو یہ امر سلسلہ کے کاموں میں غیر معمولی نقصان کا باعث ہو سکتا ہے۔

یاد رکھنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کبھی کسی کا اُدھار نہیں رکھتا جو شخص خدا کی خاطر مفلس بنتا ہے اور اس کی راہ میں خرچ کر کے غربت اختیار کرتا ہے اُس کی مفلسی اور غربت کو دور کرنے کی ذمہ داری خود اللہ تعالیٰ نے لے لی ہے۔ حالات نے جس رنگ میں پلٹا کھایا ہے اور جس تیزی کے ساتھ بدل رہے ہیں اُس سے دنیا کی محبت سرد ہونی چاہیئے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربانی اور خدمت کا جذبہ بڑھ کر اُٹھنا چاہیئے۔ یہ دُوں ہستی اور غفلت کا دور نہیں ہے۔ آج احمدیت ایک بیج کی ابتدائی حیثیت نہیں رکھتی بلکہ اس مادی کشمکش کے دور میں ہم نمائش گاہ عالم میں دھکیل دیئے گئے ہیں۔ اور تمام دنیا کی نظریں ہماری طرف ہیں ہم نے اسلام کی عملی صورت کو اپنے عمل سے دنیا کے سامنے پیش کرنا ہے۔ ہم نے تمام دنیا کے ذہنی انتشار اور بے چینی کو دور کرنے کی سعی کرنی ہے۔ اور زندہ خدا کے وجود کو دنیا کے سامنے پیش کرنا ہے اور یہ تب ہی ہو سکتا ہے جبکہ ہم خود صحیح اسلام کی روح کو سمجھیں اور اپنی حقیقی ذمہ داری اور حیثیت کو محسوس کرتے ہوئے اس تلخی کے دور میں اپنی قربانی کے معیار کو بلند کریں۔ وقت ہماری کوشش کا ایک اہم حصہ ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم پورے خلوص اور یقین کے ساتھ بڑھیں تا اللہ تعالیٰ ہماری مشکلات کو دور کرنے کی خود ذمہ داری لے لے۔

اگر جماعت کا ہر فرد حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے ماتحت یہ سمجھ لے کہ ہمارا کی وسیع زمین میں وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نائب ہے اور اس نے اسلام کو زندہ کرنے کے لئے تلخی کو برداشت کرنا ہے تو وہ اپنے مالی فرائض کی ادائیگی سے کبھی غافل نہیں ہو سکتا۔ لازمی چندہ جات کی ادائیگی سے غفلت اس بات کی علامت ہے کہ ابھی تک ہم نے اپنی ذمہ داری کا صحیح احساس نہیں کیا۔ اور ذمہ داری کے اس عدم احساس کی وجہ سے حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کو بھی تشویش ہے۔ ہر وہ شخص جو اپنے پیارے امام اور موعود خلیفہ کے ساتھ محبت کا دعویٰ کرتا ہے اس کی محبت اور اخلاص کے اظہار کا عملی نتیجہ یہ ہونا چاہیئے کہ خود تکلیف اُٹھا کر بھی وہ مالی قربانی کے میدان میں آگے آئے اور اس امر کو ثابت کر دے کہ وہ درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والا ہے۔

موجودہ مالی سال کے ختم ہونے میں صرف دو ماہ باقی رہ گئے ہیں ضرورت اس بات کی ہے کہ جماعتوں کے تمام عہدہ داران اور مبلغین اس سلسلہ میں اپنے فرض کی طرف متوجہ ہوں اور جماعت کا ہر چھوٹا بڑا اس بات کا عزم کرے کہ اُس نے مالی فرض کو ہر حال پورا کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ جملہ احباب کو اس کی توفیق عطا فرمادے۔ آمین۔

(ناظر بیت المال قادیان)

ولادت

قادیان ۳ مارچ۔ مکرم چوہدری محمود احمد صاحب عارف واقف زندگی قادیان کے ہاں لڑکا تولد ہوا ایک خواب کی بناء پر عزیز کا نام طاہر احمد تجویز کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نومولود کو لمبی عمر عطا فرمائے اور خادم دین بنائے۔ آمین۔

فریضہ زکوٰۃ اور احمدی مستورات

یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ دینی کاموں میں قربانی کے مواقع پر احمدی خواتین کبھی مردوں سے پیچھے نہیں رہیں اور وہ جماعتی تحریکات کے مواقع پر قربانی کا ایسا اعلیٰ نمونہ پیش کرتی رہتی ہیں جس کی مثال اس زمانہ میں کوئی دوسری جماعت پیش نہیں کر سکتی۔ لیکن عام طور پر یہ امر دیکھنے میں آیا ہے کہ ادائیگی زکوٰۃ کے معاملہ میں مسائل سے ناواقفیت کی وجہ سے جہاں احباب جماعت تساہل سے کام لیتے ہیں وہاں احمدی مستورات بھی اس فریضہ سے غفلت برت رہی ہیں۔

زکوٰۃ کے متعلق یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ اسلام کے لازمی ارکان میں سے ہے اور قرآن مجید میں جہاں بھی اللہ تعالیٰ نے ادائیگی نماز کی فرضیت پر تاکید فرمائی ہے وہاں ادائیگی زکوٰۃ پر بھی زور دیا ہے۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے عائد کردہ لازمی یا طوعی چندہ جات میں سے کوئی چندہ بھی زکوٰۃ کا قائمقام نہیں قرار دیا جا سکتا۔ زکوٰۃ کی شرح ۲½ روپے سینکڑہ سالانہ ہے ہر ایسی رقم پر جو سال بھر کسی کے پاس جمع رہے۔ ایسے زیورات جو عورتوں کے ذاتی استعمال میں آتے ہوں اور غریب عورتوں کو استعمال کے لئے نہیں دیئے جاتے پر بھی زکوٰۃ کی ادائیگی مستحسن ہے۔ جو زیور اس لئے بنائے جاتے ہیں تا کہ اس طرح روپیہ محفوظ رہے پر تمام فقہا کے نزدیک زکوٰۃ کی ادائیگی ضروری ہے۔

پس اس اعلان کے ذریعہ سے جہاں احمدی دوستوں کو ادائیگی زکوٰۃ کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے وہاں احمدی مستورات کو بھی مخاطب کرتے ہوئے تاکید کی جاتی ہے کہ جن پر جس قدر رقم زکوٰۃ واجب ہو چکی ہو وہ جلد از جلد ادائیگی کی طرف متوجہ ہوں۔

لجنہ اماء اللہ کی عہدہ داران کو چاہیئے کہ وہ تمام عورتوں میں زکوٰۃ کی اہمیت اور فرضیت کو واضح کرتے ہوئے اس کی ادائیگی کی تحریک کریں۔ مسائل سے عدم واقفیت کی بناء پر کوئی بہن اس کی ادائیگی سے محروم نہ رہے۔ تفصیلی معلومات کے لئے رسالہ "مسائل زکوٰۃ" نظارت بیت المال سے عند الطلب ارسال کیا جا سکتا ہے۔

(ناظر بیت المال قادیان)

اعلان برائے موصیان

ہندوستان کے جملہ موصیان کی خدمت میں ان کا گذشتہ حساب دفتر کی طرف سے بھیجا گیا ہے۔ ہر موصی کا فرض ہے کہ وہ اپنا بقایا جلد از جلد ادا کرے۔ اگر ان کے خیال میں وہ حساب جو ان کو بھیجا گیا ہے، درست نہ ہو تو دفتر سے خط و کتابت کر کے اس کو درست کرایا جائے۔ ورنہ دفتر مجبور ہوگا کہ چھ ماہ سے زائد بقایا کی صورت میں ایسی وصایا کو منسوخی کے لئے مجلس کارپرداز میں پیش کرے۔ جملہ بقایا دار فوری طور پر متوجہ ہوں۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

ضروری اعلان

جماعت ہائے یوپی کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ امروہہ میں مسجد احمدیہ کی تعمیر کے لئے وہاں کی جماعت کی درخواست پر صدر انجمن احمدیہ قادیان نے جماعت ہذا کو علاقہ یوپی کے مخیر احباب سے مبلغ ۵۰۰/- روپے تک چندہ جمع کرنے کی اجازت دی ہے۔ اس شرط کے ساتھ کہ اس کا اثر مرکزی چندوں پر نہ پڑے۔ صاحب استطاعت احباب اس خیر میں حصہ لے کر ثواب حاصل کریں۔

(ناظر بیت المال قادیان)

درخواستہائے دعا

۱- میری بیوی قریباً چند ماہ سے مرض کھانسی میں مبتلا رہی ہے اور وہ اس وقت حاملہ ہے چند دن سے تو کھانسی شدید ہو گئی ہے لہذا احباب موصوفہ کی کامل صحت اور مشکلکشائی کے لئے دعا فرما کر مشکور فرماویں۔ احقر غلام قادر شرق عفی عنہ سکندر آباد دکن۔ ۲- چند روز سے والد صاحب مکرم کی طبیعت زیادہ خراب ہے انہیں ہائی بلڈ پریشر کے ساتھ اب سانس کی تکلیف ہے اکثر سانس اکھڑ جاتی ہے بیٹھ کر رات بسر کرتے ہیں۔ بزرگان و درویشان قادیان کی خدمت میں انکی صحت کاملہ عاجلہ کیلئے درخواست دعا ہے۔ محمود احمد لیشا دری از ہزل۔ ۳- خاکسار کے والد صاحب جناب پروفیسر عبد السلام صاحب عرصہ دو ہفتہ سے سخت علیل ہیں۔ والد صاحب ارسینک انجکشن لگوا رہے تھے ڈاکٹر نے غلطی سے یہ انجکشن زیادہ مقدار میں اور غلط طریقہ سے لگا دیا جس کیوجہ سے والد صاحب سخت علیل ہو گئے۔ اسلئے احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔ امتہ السلام تبسم سیکرٹری مال لجنہ اماء اللہ

۴- میری صحت عرصہ سے خراب ہے ایک دو میل چلنا مشکل ہو جاتا ہے اپنی صحت اور اپنے بچوں کے لئے درخواست دعا ہے۔

وصیتیں

دعایا اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر موصی کو کسی قسم کا کوئی اعتراض ہو تو دفتر ہذا کو اطلاع دے کر اس کی اصلاح کی جا سکے۔ سیکرٹری بہشتی مقبرہ

نمبر ۱۳۲۴۸ میں امانت بی بی زوجہ فتح محمد قوم گجر پیشہ خانہ داری عمر ۳۸ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۲ء ساکن ریلوے کے ڈاکخانہ بدو کے ضلع سیالکوٹ صوبہ مغربی پاکستان پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے حق مہر/۲۰۰ زیور طلائی ۳ تولہ قیمت /۲۰۰ روپے اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ کرتی ہوں اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں داخل کر کے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائیگی۔ اگر اسکے بعد کوئی جائداد اور پیدا کرلوں یا مرنے پر ثابت ہو تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ الامتہ امانت بی بی زوجہ فتح محمد موصی۔ گواہ شد فتح محمد خاوند موصیہ گواہ شد صوفی علی محمد اصحابی موصی انسپکٹر دعایا۔

نمبر ۱۴۱۸۱ میں عائشہ بی بی زوجہ شیخ غلام محمد قوم شیخ پیشہ خانہ داری عمر ۲۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۵ء ساکن تتلے عالی ڈاکخانہ خاص ضلع گوجرانوالہ بقائمی ہوش و حواس آج بتاریخ ۵ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ نقد روپیہ مبلغ /۲۰۰۰ روپے مہر مبلغ /۲۳ روپے زیور کوئی نہیں مندرجہ جائداد مبلغ /۲۰۲۳ روپے کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائیگی۔ اگر اس کے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میرے مرنے پر جو جائداد ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ربوہ ہوگی۔ الامتہ عائشہ بی بی موصیہ گواہ شد شیخ غلام محمد خاوند موصیہ گواہ شد محمد ابراہیم انسپکٹر دعایا۔

نمبر ۱۴۲۲۰ میں سلطان علی ولد چوہدری عظیم بخش صاحب قوم راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۳۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۴۰ء ساکن سلطان پورہ لاہور ڈاکخانہ لاہور ضلع لاہور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹/۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میرے والد صاحب چوہدری عظیم بخش صاحب حیات تھے۔ جب ۱۹۴۷ء میں ہجرت ہوئی ان کی زرعی زمین جو کہ موضع دنگوداں کلاں تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور میں تھی کے عوض گورنمنٹ کی طرف سے زرعی زمین چک ۱۰۱ گ ب پاؤ لیانی جنڈیالہ ڈاکخانہ خاص ضلع لائلپور میں الاٹ ہوئی اب وہ وفات پا چکے ہیں اور ہم تین بھائی دو بہنیں اور والدہ صاحبہ اس جائیداد کے وارث ہیں اس جائداد کا اس وقت مجھے کوئی حصہ نہیں مل رہا۔ اس حصے کی آمد بطور امداد انکی ترقی صرف ہوئی ہے تین سال کے بعد میرے حصے کی آمد مجھے ملیگی جس کی یعنی اپنے حصہ کی تعیین جائداد اور اس کی آمد کی اطلاع مجلس کارپرداز مصالح قبرستان ربوہ کو کردی جائیگی میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے جو کہ اس وقت /۱۲۵ روپے ماہوار ہے میں تاز لیست اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ وصیت کرتا ہوں کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو اسکے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ وصیت کی مد میں کردوں تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائے گا۔ العبد سلطان علی مکان نمبر سکندرہ سٹریٹ نمبر ۲ اسلطان پورہ لاہور۔ گواہ شد میر احمد سیکرٹری مال سلطانپورہ لاہور۔ گواہ شد بشیر احمد سیکرٹری تعلیم و تربیت سلطانپورہ لاہور۔

نمبر ۱۴۲۳۲ میں صالحہ اختر زوجہ محمد صالح نور قوم ککے زئی پیشہ خانہ داری عمر ۲۴ سال پیدائشی احمدی ساکن ربوہ ڈاکخانہ خاص ضلع جھنگ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹/۵ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ اس وقت میری غیر منقولہ جائداد کوئی نہیں ہے۔ میرے پاس مندرجہ ذیل زیورات ہیں (۱) کانٹے ایک جوڑی ۱/۲ تولہ قیمتی /۵۰ روپے (۲) انگوٹھی ایک جوڑی ۱/۲ تولہ قیمتی /۱۵۰ روپے کل میزان /۲۰۰ روپے ہیں۔ میں اس رقم /۳۰۰ روپے کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ کرتی ہوں نیز اس تحریر کے بعد اگر زیورات میں زیادتی ہوئی تو اسکی اصلاح کردی جائیگی نیز میرا حق مہر ایک ہزار روپیہ بذمہ خاوند واجب الادا ہے اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بھی بحق صدر انجمن احمدیہ کرتی ہوں۔ نیز میرے مرنے پر جو جائداد منقولہ یا غیر منقولہ ثابت ہو تو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی حقدار بھی صدر انجمن احمدیہ ہوگی۔ الامتہ صالحہ اختر اہلیہ محمد صالح نور واقف زندگی۔ گواہ شد مبارک احمد انجاز دفتر امانت ربوہ گواہ شد محمد صالح نور خاوند موصیہ۔

نمبر ۱۴۲۳۴ میں محمد عمر ولد محمد فاضل قوم چنر پیشہ تعلیم عمر ۲۲ برس تاریخ بیعت ۱۹۴۶ء ساکن یوسف چنر ڈاکخانہ وربیلہ ضلع نوابشاہ صوبہ سندھ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹/۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں اس وقت ماہوار الاؤنس تحریک جدید کی طرف سے /۵۷/۸ روپے ملتا ہے میں تاز لیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان کرتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ہوگی۔ العبد محمد عمر سندھی بی۔ اے (آنرز) متعلم جامعۃ المبشرین ربوہ۔ گواہ شد محمد جمیل مولوی فاضل کارکن دفتر وصیت ربوہ گواہ شد مسعود احمد کارکن دفتر محاسب ربوہ۔

نمبر ۱۴۱۹۲ میں سید محمد شاہ ولد سید ولی شاہ قوم سید پیشہ کاشتکاری و دکانداری عمر ۵۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۹ء ساکن پنڈوری ڈاکخانہ جنگبیال ضلع جہلم صوبہ پنجاب (پاکستان) بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲/۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ اراضی زرعی بارانی ۱/۴ ۱۸ کنال مالیتی /۵۰۰ مکان ایک کمرہ پختہ دو کوٹھڑیاں کچی مالیتی /۳۰۰ روپے کل مالیتی /۸۰۰ روپے اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائے گی۔ (۲) اگر اس کے بعد کوئی اور جائداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ العبد سید محمد شاہ ولد سید ولی شاہ دکاندار ۲۱۸ کوارٹرز نمبر آر۔ پی۔ اے۔ ایف افسر سیکشن لاہور چھاؤنی۔ گواہ شد عبد اللہ درجعدار کلرک لاہور چھاؤنی۔ گواہ شد بدر عالم حوالدار کلرک لاہور چھاؤنی۔

نمبر ۱۴۲۱۷ میں جیواں بی بی بیوہ اللہ دتا صاحب قوم ارائیں پیشہ خانہ داری عمر ۷۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۰ء ساکن شہر لائلپور ڈاکخانہ خاص ضلع لائلپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۲/۵ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ موجودہ وقت میں میری جائداد مبلغ چار صد روپیہ نقد اور دو عدد ڈنڈیاں طلائی ایک تولہ قیمتی یکصد روپے کل مبلغ پانصد روپیہ ہے جس کے میں ۱/۸ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان کرتی ہوں نیز بوقت وفات اس کے علاوہ اگر میری کوئی بعد میں جائداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۸ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان ہوگی۔ الامتہ نشان انگوٹھا جیواں بی بی۔ گواہ شد فضل الدین فرزند موصیہ شہر لائلپور۔ گواہ شد جمال الدین فرزند موصیہ شہر لائلپور۔

نمبر ۱۴۲۳۴ میں محمد اسلم فاروقی ولد محمد صادق صاحب فاروقی قوم قریشی فاروقی پیشہ تعلیم عمر ۲۴ سال پیدائشی احمدی ساکن ربوہ ڈاکخانہ ربوہ ضلع جھنگ صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵/۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری منقولہ و غیر منقولہ جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ میں واقف زندگی ہوں اور مجھے تحریک جدید کی طرف سے مبلغ /۳۶/۸ روپے ماہوار الاؤنس ملتا ہے میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان کرتا ہوں نیز میرے مرنے پر جس قدر متروکہ جائداد ثابت ہو۔ اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ ربنا تقبل منا۔ العبد محمد اسلم فاروقی جامعۃ المبشرین ربوہ جھنگ۔ گواہ شد محمد نذیر فاروقی نظارت امور عامہ۔ گواہ شد مسعود احمد کارکن دفتر وصیت ربوہ جھنگ۔

نمبر ۱۴۲۳۵ میں عزیز الدین خاں ولد سرفراز الدین خاں قوم پٹھان پیشہ ملازمت عمر ۳۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۲ء ساکن محلہ برہ پورہ ڈاکخانہ بھاگل پور ضلع بھاگل پور صوبہ بہار حال مہاجر مقیم حیدرآباد سندھ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳ اکتوبر ۱۹۵۵ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں ہے۔ اس وقت ماہوار آمد /۱۹۳ روپے ہے میں انشاء اللہ تا زیست اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان کرتا رہوں گا۔ اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میرے مرنے پر جس قدر متروکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ہوگی۔ العبد عزیز الدین خاں موصی۔ گواہ شد سید احمد علی مبلغ جماعت احمدیہ حیدرآباد سندھ۔ گواہ شد عبد الرحیم چک ۱۵۱ ننو ڈاگری سندھ حال حیدرآباد سندھ۔

نمبر ۱۴۲۳۶ میں فتح محمد ولد علی محمد قوم گوجر پیشہ زمینداری عمر ۴۰ سال پیدائشی احمدی ساکن ربیو کے ڈاکخانہ بدو کے ضلع سیالکوٹ صوبہ پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۶/۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد اسوقت کوئی نہیں کیونکہ میں ضلع گورداسپور کا مہاجر ہوں میرے پاس زمین دو گھماؤں کی الاٹ ہے جس میں میں کام کرتا ہوں میری آمدنی سال کی قریباً /۴۰۰ سالانہ ہے اس کا ۱/۱۰ حصہ میں ادا کرتا رہوں گا میں اپنی زندگی میں اپنی آمدن کا حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان کرتا رہوں گا اگر کوئی جائداد اس کے بعد اور پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ہوگی۔ العبد فتح محمد بقلم خود۔ گواہ شد صوفی علی محمد صحابی موصی سکنہ گکھڑانوالی ضلع سیالکوٹ۔ گواہ شد چوہدری جان محمد امیر جماعت ربیو کے۔

نمبر ۱۴۲۳۳ میں سرداراں بی بی زوجہ عبد الرحمن قوم جٹ پیشہ خانہ داری عمر ۵۰ سال پیدائشی احمدی ساکن سرشمیر روڈ ڈاکخانہ خاص ضلع لائلپور صوبہ پنجاب پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۴/۵ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ موجودہ وقت میں میری جائداد ڈنڈیاں طلائی وزنی آٹھ ماشہ قیمتی مبلغ /۸۰ روپے صرف اور مہر مبلغ /۳۲ بتیس روپے صرف کل مبلغ /۱۱۲ یکصد بارہ روپے صرف بنتی ہے لہذا میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان کرتی ہوں نیز بوقت وفات اگر اسکے علاوہ میری کوئی اور جائداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ربوہ ہوگی۔ الامتہ نشان انگوٹھا سرداراں بی بی۔ گواہ شد عبد الرحمن خاوند موصیہ۔ گواہ شد ڈاکٹر نثار احمد واقف زندگی سرشمیر روڈ لائلپور۔

نمبر ۱۴۲۲۲ میں عبد الرحمن ولد عبد الصمد صاحب قوم جٹ پیشہ دکانداری عمر ۵۰ سال پیدائشی احمدی ساکن سرشمیر روڈ ڈاکخانہ خاص ضلع لائلپور صوبہ پاکستان پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۷ اگست ۱۹۵۵ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں موجودہ وقت میں میرے پاس ایک بھینس قیمتی پانصد روپیہ کی ہے نیز میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے، جو کہ غیر معین ہے۔ اور اندازاً مبلغ /۱۰۰ روپے ماہوار ہے۔ لہذا میں اپنی ماہوار آمد اور منقولہ جائداد دونوں کی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان کرتا ہوں نیز بوقت وفات اس کے علاوہ اگر میری کوئی اور جائداد ثابت ہو تو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ربوہ ہوگی۔ نیز آمد کی کمی بیشی کی صورت میں مرکز کو اطلاع دیتا رہوں گا۔ العبد بقلم خود عبد الرحمن ۷/۵۵۔ گواہ شد ڈاکٹر نثار احمد واقف بنگوی ایم۔ بی۔ ایچ انچارج ایم۔ آئی۔ ایم۔ سی سرشمیر روڈ گواہ شد فضل دین احمدی بنگوی شہر لائلپور محلہ مومن پورہ ریلوے پھاٹک ۸/۵۵ ۱۷۔

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

نئی دہلی۔ ۴ مارچ۔ وزیر اعظم پنڈت نہرو نے آج انڈین چیمبر آف کامرس و انڈسٹری کے ۲۹ ویں سالانہ اجلاس کا افتتاح کرتے ہوئے کہا کہ ساری دنیا اب سوشلزم کی طرف بڑھ رہی ہے۔ سرمایہ دار ممالک بھی اب دانستہ یا غیر دانستہ طور پر اس سمت کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ سوشلسٹ نظام کا مقصد زبانی جدوجہد کی بنا ختم کرنا اور پر امن حالات میں ترقی کرنا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ سماج وادی ڈھنگ کے سماج کا قیام محض نعرہ ہی نہیں بلکہ اس کا قیام ضروری اور ناگزیر ہے۔ روس کے اقتصادی اصول کچھ ایسے ہیں جن میں لچک نہیں۔ لیکن روس بھی اب حالات کی تبدیلی کے باعث رد و بدل کرنے پر مجبور ہو گیا ہے۔

نئی دہلی۔ ۴ مارچ۔ صوبوں کی تنظیم نو کا بل صوبائی سرکاروں کو بھیجنے میں تاخیر ہو جانے کے باوجود بھارت سرکار کو یہ امید ہے کہ عام انتخابات آئندہ سال کرائے جا سکیں گے۔ کسی وزیر اعلیٰ نے مرکز کو یہ نہیں لکھا کہ بل کے بھیجنے میں تاخیر ہو جانے کے باعث انتخابات ملتوی کر دیئے جائیں۔ امید ہے کہ بل ایک ہفتہ کے اندر اندر صوبائی سرکاروں کو بھیج دیا جائے گا۔

پٹنہ۔ ۴ مارچ۔ بہار میں نوادہ کے زرعی فارم میں زرعی اشیاء کی نمائش شروع ہو گئی ہے اس میں ایک من وزنی لوکی (گھیا) اور فٹ بال جتنے آلو بھی نمائش کے لئے رکھا گیا ہے۔ یہ چیزیں اگانے والوں کو نقد انعام دیئے گئے ہیں۔

نئی دہلی۔ ۴ مارچ۔ بھارت کے وزیر امور خارجہ ڈاکٹر سید محمود سے وسط مشرق کا دورہ کرنے کے لئے کہا گیا ہے۔ امید ہے کہ ڈاکٹر محمود آئندہ ماہ وسط مشرق کے ممالک کا دورہ کریں گے۔

لنڈن۔ ۴ مارچ۔ برطانیہ کے سیاسی حلقے یہ کہہ رہے ہیں کہ گذشتہ اتوار برطانیہ کی تاریخ میں ایک تاریک دن ثابت ہوا۔ اس دن جنرل گلب پاشا کو جو بیس برس تک شرق اردن کے کمانڈر اور عملی طور پر حکمران رہے اردن کے بادشاہ نے برطرف کر کے واپس برطانیہ بھیج دیا۔ اور پھر اسی روز فرانس کے وزیر خارجہ نے برطانیہ اور امریکہ کی خارجہ پالیسی پر کڑی نکتہ چینی کرتے ہوئے اسے غلط قرار دیا ہے۔ اور اس نکتہ چینی پر برطانیہ میں عام تبصرہ یہ تھا کہ "مغربی محاذ ٹوٹ رہا ہے"۔ جنرل گلب پاشا کی برطرفی سے برطانیہ کے طول و عرض میں تشویش کی لہر دوڑ گئی ہے۔

کراچی۔ ۴ مارچ۔ پاکستان کے گورنر جنرل سکندر مرزا اگلی بلا مقابلہ پاکستان کے صدر منتخب ہو جائیں گے۔ ان کے انتخابات کا اعلان آئین ساز اسمبلی میں کیا جائے گا۔ صدر کے لئے ان کا نام ۵۰ ممبران نے تجویز کیا۔ کوئی اور نام تجویز نہیں کیا گیا۔

نئی دہلی۔ ۴ مارچ۔ برطانیہ کے وزیر خارجہ مسٹر سیلون لائیڈ نے کل رات آل انڈیا ریڈیو پر تقریر کرتے ہوئے کہا کہ برطانیہ اور بھارت میں اختلافات کم ہیں۔ اور اتفاق رائے کہیں زیادہ ہے۔ برطانیہ اور بھارت کامن ویلتھ میں برابر کے حصہ دار ہیں۔ وہ بین الاقوامی اسمبلیوں میں اظہار رائے کی آزادی کا حق اپنی پسند کے مطابق استعمال کرتے ہیں۔ ہم برطانیہ میں جو فیصلے کرتے ہیں۔ ان سب کے ساتھ آپ کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔ اس طرح بھارت کے ہر اقدام کے ساتھ برطانیہ کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔ برطانیہ مستقل عالمی امن کے لئے اتحادی اسمبلی کو ایک ایسا با اختیار ادارہ بنانا چاہتا ہے۔ جو قانون کا احترام کرا سکے۔ اتحادی اسمبلی کا مدعا دنیا کو جنگ کی تباہ کاریوں سے محفوظ رکھنا ہے۔ اور جب تک مختلف ممالک تخفیف اسلحہ کی ایک اچھی سکیم پر متفق نہیں ہوتے۔ امن قائم رکھنا مشکل ہے۔ مسٹر سلون لائڈ نے تسلیم کیا کہ ناٹو سیٹو اور بغداد معاہدہ کے سوال پر بھارت اور برطانیہ میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ ادارے دفاعی نوعیت کے ہیں۔ اور اتحادی چارٹر سے مختلف نہیں ہیں۔ ان کا مدعا سلامتی کا احساس پیدا کرنا ہے برطانیہ کسی ایسے گٹھ جوڑ میں شامل نہیں ہوگا۔ جو مخالف دفاعی نوعیت کا نہ ہو۔ بڑے بڑے ملک یہ محسوس کر رہے ہیں کہ عالمگیر جنگ سے سب تباہ ہو جائیں گے۔ عالمی جنگ میں کسی فریق کو فتح حاصل نہیں ہوگی۔ انسانی سماج اور تہذیب تباہ ہو جائیگی

نئی دہلی۔ ۴ مارچ۔ معلوم ہوا ہے کہ غیر ممالک میں متعینہ بھارتی سفیروں اور قونصلروں کو بھارت سرکار کو آگاہ کئے بغیر تین ماہ کا ویزا جاری کرنے کا اختیار دے دیا گیا ہے۔ اس بارے میں حال ہی میں ہدایات جاری کی گئی تھیں۔ سپیشل کیسوں میں ویزا کی معیاد بڑھا کر چھ ماہ کی جاسکیگی غیر ملکیوں کی رجسٹریشن کے قواعد میں بھی تبدیلی کر دی گئی ہے۔ اب غیر ملکیوں کی آمد اور روانگی کیوقت ان کی جلد رجسٹریشن کی جاسکے گی۔

پٹیالہ۔ ۴ مارچ۔ پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر دیوان آنند کمار نے مہندرا کالج میں کانووکیشن ایڈریس پڑھتے ہوئے کہا کہ کالجوں میں روحانی تعلیم دینا بھی ضروری ہے۔ لیکن چانسلر نے اپنا ایڈریس فارسی آمیز اردو میں پڑھا۔ انہوں نے کہا کہ موجودہ طریقہ تعلیم پر غیر ضروری نکتہ چینی کی جا رہی ہے۔ کوئی بہتر طریقہ تعلیم تجویز نہیں کیا جاتا دیوان آنند کمار نے انگریزی کی تعلیم جاری رکھنے پر زور دیا۔

بحرین۔ ۳ مارچ۔ برطانیہ کے وزیر خارجہ مسٹر سیلون لائیڈ کے خلاف کل بحرین میں لوگوں نے مظاہرے کئے۔ پولیس نے مظاہرین کو منتشر کرنے کے لئے اشک آور گیس پھینکی۔ لیکن اس سے بھی ہجوم منتشر نہ ہوا۔ مسٹر سیلون لائیڈ قاہرہ سے کل بحرین پہونچے تھے۔ وہ نئی دہلی کے لئے ہوائی جہاز میں سوار ہونے کے لئے جب ہوائی اڈہ کو جانے لگے۔ تو ایک ہزار مظاہرین نے انہیں ہوائی جہاز پر سوار ہونے سے روک دیا۔ انہوں نے ہوائی اڈہ کو جانے والا راستہ چار گھنٹے تک بند رکھا۔ مظاہرے اسوقت میں شروع ہوئے جب مسٹر سیلون لائیڈ برطانوی وفد کے ہمراہ قاہرہ سے بحرین پہنچے

لنڈن۔ ۳ مارچ۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے برطانیہ کے فسٹ سی لارڈ ایڈمرل مونٹ بیٹن نے (جو کہ ہندوستان کے آخری وائسرائے تھے) پاکستان کا دورہ کرنے کا پروگرام منسوخ کر دیا ہے۔ اس سے پیشتر آپ نے اس ماہ پاکستان آسٹریلیا۔ نیوزی لینڈ وغیرہ کا دورہ کرنے کا پروگرام بنا رکھا تھا۔ پاکستان کی بحری فوج کے کمانڈر انچیف ایئر ایڈمرل چوہدری نے جو کہ آج کل لنڈن میں ہیں لارڈ مونٹ بیٹن سے اس سلسلہ میں بات چیت کی تھی۔

تبصرہ

حیاتِ فیض رضہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لا کر جو احباب کرام آپؑ سے وابستہ ہوئے قیامت تک بعد میں آنے والی نسلیں نہ صرف ان کے نام انتہائی احترام سے لیں گے بلکہ ان کے لئے دعائیں کریں گی اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی خواہش رکھیں گی۔ ان صحابہ کرام رضہ کے حالات لکھنے۔ شائع کرنے اور خریدنے کی تاکید امسال جلسہ سالانہ پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے فرمائی تھی۔

حیاتِ فیض حضرت مولانا حافظ محمد فیض الدین صاحب رضہ سیالکوٹی کے سوانح پر مشتمل ہے آپ سلسلہ کے ایک مشہور بزرگ ہیں جو حق و صداقت کے لئے ایک ننگی تلوار تھے۔ تبلیغ کا بے حد شوق رکھتے تھے۔ اللھم ارحم ہر گھر میں ایسی کتب کا ہونا ضروری ہے۔

یہ کتاب مکرم مولوی عبد المالک خان صاحب مبلغ کراچی نے مرتب کی ہے اور مکرم ڈاکٹر عبد الرحمن صاحب آف موگا نے شائع کی ہے۔

ملنے کا پتہ:۔ خالد لطیف احمدی ۸۲ گولیمار کراچی